اہل سنت کا ترجمان
ماہنامہ بقیع کراچی
NOVEMBER 2015
مفت سلسلہ اشاعت نمبر 259
Regd. # MC-1177

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم، کاتب وحی، مجتہد وفقیہ اور
پہلے بادشاہِ اسلام کے فضائل و مناقب کا بیان

الإفاداتُ الرَّضوِيَّة
فی مَدحِ الأمیرِ مُعاوِیَة رضی اللہ عنہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان

مؤلف
ڈاکٹر حامد علی علیمی
(ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی)

تقدیم
محقق رضویات علامہ مفتی محمد حنیف خان رضوی حفظہ اللہ (انڈیا)

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰
Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

افاداتِ رضویہ سے ماخوذ

صحابی رسول ﷺ، کاتبِ وحی، مجتہد وفقیہ اور پہلے بادشاہِ اسلام کے فضائل ومناقب کا بیان

الإفاداتُ الرَّضوِيَّة في مَدحِ الأمِيرِ مُعاوِيَة رضی اللہ عنہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان

مؤلف

ڈاکٹر حامد علی علیمی

(ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی)

تقدیم

محقق رضویات، علامہ مفتی محمد حنیف خان رضوی حفظہ اللہ (انڈیا)

ناشر

جمعیت اِشاعت اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون: +922132439799

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان

تالیف : ڈاکٹر حامد علی علیمی

تقدیم : محقق رضویات مفتی محمد حنیف خاں رضوی حفظہ اللہ

طبع اوّل : محرم الحرام، ۱۴۳۷ھ / نومبر، ۲۰۱۵ء

تعداد : ۴۶۰۰

صفحات : ۶۴

ناشر : جمعیّت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار میٹھادر، کراچی

فون: 922132439799+

خوشخبری : یہ کتاب اس ویب سائٹ پر بھی ہے:

www.ishaateislam.net

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

ناموسِ صحابہ کرام واہل بیت عظام کی عظمتوں اور رفعتوں کے پاسبانوں کے نام جنہوں نے تحریر و تقریر کے ذریعے ان حضرات قدسیہ کے فضائل ومناقب بیان کیے اور منکرین اور مبغضین کی سازشوں کا پردہ چاک کیا اور ان کا مکروہ چہرہ عامۃ الناس کو دکھایا اور فضل رب سے ابدی سعادتوں کے حقدار بن گئے۔

خصوصاً زمانہ قریب میں علماءِ سندھ نے نیز یکتائے زمانہ امام عبد العزیز پرہاروی ملتانی اور امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہم کہ جنہوں نے اپنے وقت کے خارجیوں، ناصبیوں، رافضیوں اور زبردستی کے تفضیلیوں کی ریشہ دوانیوں کے مقابلہ میں فضائل صحابہ کرام خصوصاً ملک المسلمین سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب اور رفعتِ شان میں کُتب ورسائل تالیف کیے۔

اللہ تعالیٰ ان سب کے فیض کو جاری وساری رکھے، آمین۔۔۔!

نگاہِ کرم کا طالب

ڈاکٹر حامد علی علیمی
Contact: 0321-2937062
hamidali41@gmail.com

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	انتساب	۰۴
۲	کلماتِ جلیلہ از مفتی محمد حنیف خاں رضوی حفظہ اللہ	۰۷
۳	تقدیم از علامہ اللہ رحم صاحب حفظہ اللہ	۰۹
۴	حیاتِ امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ ایک نظر میں	۱۱
۵	معروضاتِ علیمی	۱۴
۶	نذرانۂ عقیدت در شانِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	۱۸
۷	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا تعارف	۱۹
۸	نام و نسب	۱۹
۹	صحابی کی تعریف	۲۰
۱۰	قرآن کریم میں صحابۂ کرام کی اقسام اور فضیلت	۲۰
۱۱	مقامِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم احادیث میں	۲۷
۱۲	تنبیہ ضروری	۲۸
۱۳	صحابہ کو بُرا کہنے والے کا حکم	۲۹
۱۴	فضائلِ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	۳۰
۱۵	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا	۳۱
۱۶	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ادب کرتے تھے	۳۷
۱۷	حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت سپرد کی	۳۸
۱۸	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلافت کے اہل تھے	۳۹

۱۹	پہلے بادشاہِ اسلام	۴۰
۲۰	اصحاب سید المرسلین واہل بیت کرام کے بارے میں اہلسنت کا عقیدہ	۴۱
۲۱	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یا کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہنے والے کے پیچھے نماز کا حکم	۴۶
۲۲	دشمنانِ صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار سے بچنا لازم	۴۸
۲۳	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بُرا کہنے والا جہنم کا کُتا ہے	۵۰
۲۴	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بمقابلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، ہم کیا کریں؟	۵۱
۲۵	اختلافِ علماء کے وقت ہمیں کیا کرنا چاہیے؟	۵۳
۲۶	مشاجراتِ صحابہ کے بارے میں ہمارا کیا عقیدہ ہونا چاہیے؟	۵۸
۲۷	وصال	۶۱
۲۸	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وصیت	۶۱

کلماتِ جلیلہ

شیخ الحدیث مفتی محمد حنیف خاں رضوی حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی نے اپنی تصانیف میں جہاں اسلامیات کے متعدد عنوانات پر لکھاوہیں رجال صحابہ وتابعین اور محدثین وفقہا کے تعلق سے بھی بہت کچھ تحریر فرمایا ہے اور ان کے سلسلہ میں اہل سنت کا جو صحیح موقف ہے اس کو واضح بھی کیا ہے۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی ہیں اوران کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ کاتبینِ وحی کی صف میں شمار ہوتے ہیں، گویا آپ کو بارگاہِ رسالت سے وہ اہم ذمہ داری سونپی گئی تھی جس پر مذہب اسلام کی بنیاد ہے، اس لیے آپ کی شخصیت کتنی اہم ہے کسی صاحبِ ایمان کے لیے اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ واضح رہے کہ ہم اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ تمام صحابۂ کرام عادل وثقہ ہیں، ان سب سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے، لہٰذا ان میں سے کسی کی جناب میں لب کشائی کسی مومن کا شیوہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اعلیحضرت نے بھی ہمیں یہی تعلیم دی اور اپنی متعدد تحریروں میں ہمیں آگاہ کیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کسی طرح کی بہتان طرازی یا ان پر سب وشتم ہرگز جائز نہیں بلکہ اس کے مرتکب کا ایمان خطرے میں ہے۔

محب گرامی حضرت مولانا ڈاکٹر حامد علی علیمی زید مجدہ نے اپنی اس کتاب میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی ایسی تمام تحریریں جمع کر دی ہیں، جس کے لیے وہ جماعت اہل سنت کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں، مولیٰ تعالیٰ اس کتاب کو شرف قبولیت سے مشرف فرمائے اور قبول انام بنائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم، علیہ التحیۃ والتسلیم

محمد حنیف خاں رضوی

امام احمد رضا اکیڈمی، صالح نگر، بریلی شریف، یو۔پی (انڈیا)

۰۹۴۱۲۴۸۹۳۶۸

۲ر محرم الحرام، ۱۴۳۷ھ۔۱۶ر اکتوبر ۲۰۱۵ء بروز جمعہ مبارکہ

تقدیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جماعت صحابہ کرام میں سر نمایاں مقام رکھنے والی شخصیت حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والد محترم فتح مکہ کے دن انقلابی اسلام کی ٹھنڈی چھاؤں کے زیر سایہ ایمان کی دولت سے سرفراز ہوئے اور جنگ حنین میں بھی شریک ہوئے، آپ کی ذات بابرکت اسلام کی ان سرکردہ شخصیات میں شامل تھی جنہوں نے اسلام کے آفاقی ابدی پیغام کی اشاعت میں انتہائی گراں قدر کام کیا، مسلمانوں کی فلاح و بہبود تعمیر و ترقی کے لیے اور دشمنان اسلام کے مزموم عزائم کو ناکام بنانے میں موثر حکمت عملی اپنائی۔ آپ رضی اللہ عنہ دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبوں میں سے تھے، آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۶۳ احادیث مروی ہیں۔ (تاریخ الخلفاء)

آپ رضی اللہ عنہ سے بہت سے صحابہ کرام مثلاً ابن عباس، ابن عمر، ابن زبیر، ابو درداء، نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہم نے احادیث روایت کی ہے، آپ رضی اللہ عنہ فہم و تدبر، علم و دانائی اور تحمل میں بڑے مشہور تھے۔ حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث حسن عبد الرحمان ابن ابی عمر کے حوالہ سے بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ "الٰہی! تو معاویہ کو کتاب سکھادے اور اس کو عذاب سے محفوظ رکھ"۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دراز قد خوبرو شخص تھے۔ انتہائی مالدار ہونے کے باوجود منکسر المزاج غریب پرور اور اسلام کے پکے سچے شیدائی تھے۔ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں مملکت شام کے امیر تھے۔ جہاں انہوں نے ۲۰ سال تک بحیثیت گورنر حاکم اور پھر ۲۰ سال بحیثیت خلیفہ حکمرانی کی۔ جب امام حسن رضی اللہ عنہ بارِ خلافت سے دستبردار ہوئے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ۴۱ ماہ ربیع الآخر یا جمادی الاول میں تخت خلافت پر متمکن ہوئے۔ المختصر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اسلامی فکر کی ترویج و ترقی اور قرآنی تعلیمات کی تبلیغ و اشاعت میں بھرپور زندگی گزار کر ماہ رجب ۶۰ھ میں انتقال کر

گئے۔ دمشق میں جابیہ اور باب صغیر کے درمیان آپ کو دفن کیا گیا، انہوں نے ستر سال کی عمر پائی۔ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے موہائے تراشیدہ اور ناخن مبارک آپ رضی اللہ عنہ کے پاس بطور تبرک اور یادگار موجود تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میری آنکھوں اور منہ پر رکھ دیئے جائیں اور پھر مجھے میرے اور میرے ارحم الراحمین کے درمیان دفن کر کے چھوڑ دینا۔ زیر نظر رسالہ بھی حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور جماعت صحابہ کے باہمی تعلقات پر مبنی حقائق کی عکاسی کرتا ہے۔

ہمارے محترم جناب ڈاکٹر حامد علی علیمی صاحب نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب کے حوالہ سے یہ رسالہ تحریر کیا ہے جس میں انہوں نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق انیقہ کو پیش کیا ہے، جو کہ فتاویٰ رضویہ میں متفرق طور پر موجود ہیں، بہت سے لوگوں کی فتاوی رضویہ تک رسائی نہیں ہے اور جن کی رسائی ہے وہ پڑھنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے کہ ہمارے امام نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا تحقیقات پیش کی ہیں۔ کئی لوگوں کے قدم صحابی رسول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے پھسلے ہیں ان کو چاہیے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقات کا مطالعہ کریں تاکہ ان کے شکوک وشبہات دور ہوں اور محبت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ان کے سینے معمور ہوں نیز صحابی رسول رضی اللہ عنہ کی برکات سے متمتع ہوں۔ ہمارے محترم جناب ڈاکٹر حامد علی علیمی صاحب کی یہ بہت بڑی کاوش اور کوشش ہے۔ اللہ رب العزت قبول فرمانے اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے علم میں مزید برکات عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین۔ ادارہ نے اس رسالے کو مفید جانتے ہوئے اسے اپنے سلسلۂ اشاعت کے ۲۵۹ نمبر پر شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف اور اراکین ادارہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

احقر العباد: اللہ رحم (مدرس جامعۃ النور، کراچی)

حیاتِ امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ ایک نظر میں

سرزمین ہندوستان بڑی زر خیز رہی ہے، بڑے بڑے نامور اہل علم اور اربابِ فکر دانش یہاں پیدا ہوئے اور عالم اسلام میں نام پیدا کیا۔ ان ہی نامور شخصیات میں ایک امام احمد رضا حنفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جو چودھویں صدی ہجری کے معروف اہل علم افراد میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ذیل اختصار سے امام کی حیات پر ایک نظر ڈالی جاتی ہے۔

نام ونسب: احمد رضا خان بن نقی علی خان بن رضا علی خان بن کاظم علی خان بن محمد اعظم خان بن سعادت یار خان بن شاہ سعید اللہ خان قندھاری[1]۔ تاریخی نام "المختار" (۱۲۷۲ھ) جبکہ پیار سے گھر والے "امّن میاں" کہتے تھے۔

پیدائش: آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ہفتہ کے دن بوقتِ ظہر بانس بریلی (ہندوستان) کے محلہ جسولی میں، ۱۰ ر شوال المکرم ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۴ ر جون ۱۸۵۶ء میں ہوئی[2]۔

تعلیم وتربیت: مولانا نے ابتدائی تعلیم اپنے والد مولانا نقی علی خان صاحب سے حاصل کی۔ مرزا غلام قادر بیگ سے ناظرہ پڑھا اور ۱۲۷۶ھ میں تقریباً چار سال کی عمر میں قرآن کریم کا ناظرہ ختم کیا۔ اپنے والد کے علاوہ دیگر اساتذۂ کرام سے علوم نقلیہ

---

[1] محمد ظفر الدین بہاری، حیاتِ اعلیٰ حضرت، کشمیر انٹرنیشنل پبلیشرز، لاہور، طبع دوم ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء، حصہ اول، ص ۸۲۔۱۰۱۔

[2] احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ، مقدمۂ کتاب، رضا فاؤنڈیشن لاہور، ربیع الاول ۱۴۲۷ھ / اپریل ۲۰۰۶، ج ۱، ص ۹۴۔ وحیاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ اول، ص ۱۰۲-۱۰۳۔

اور عقلیہ کی تعلیم حاصل کی اور ۱۲۸۶ھ میں فارغ التحصیل ہوئے، اس وقت عمر صرف تیرہ سال، دس ماہ اور پانچ دن تھی۔ مولانا احمد رضا خان حنفی کے اساتذہ میں آپ کے والد مولانا نقی علی خان کے علاوہ مرزا غلام قادر بیگ، شاہ آلِ رسول مارہروی، شاہ ابوالحسین احمد نوری اور مولانا عبدالعلی رامپوری تلمیذِ علامہ فضل حق خیر آبادی قابلِ ذکر ہیں[۳]۔

وصال: ۲۵ر صفر المظفر ۱۳۴۰ھ بمطابق ۲۸ر اکتوبر ۱۹۲۱ء، جمعہ کے دن ہندوستان کے معیاری وقت کے مطابق ۲ر بج کر ۳۸ منٹ پر، عین اذان کے وقت جوں ہی موذن نے حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہا، اسی وقت مولانا احمد رضا خان نے داعیِ اجل کو لبیک کہا[۴]۔

اربابِ علم ودانش کے کلماتِ ثنا:

محدثِ اعظم کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "علم الحدیث کا اندازہ اس سے کیجیے کہ جتنی حدیثیں فقہِ حنفی کی ماخذ ہیں ہر وقت پیش نظر اور جن حدیثوں سے فقہ حنفی پر بظاہر زد پڑتی ہے، اُن کی روایت ودرایت کی خامیاں ہر وقت ازبر۔ علمِ حدیث میں سب سے نازک شعبہ علم اسماء الرجال کا ہے۔ آپ کے سامنے کوئی سند پڑھی جاتی اور راویوں کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو ہر راوی کی جرح وتعدیل کے جو الفاظ فرمادیتے، اُٹھا کر دیکھا جاتا تو تقریب وتہذیب اور تذہیب میں وہی لفظ مل جاتا، اس کو

---

[۳] حیاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ اول، ص ۱۱۲-۱۱۳۔

[۴] حیاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ سوم، ص ۲۹۵-۲۹۶۔

کہتے ہیں علم راسخ اور علم سے شغف کامل اور علمی مطالعہ کی وسعت۔۔ الخ"۔[5]

سید ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں:

"۔۔۔وہ نہایت کثیر المطالعہ، وسیع المعلومات اور متبحر عالم تھے۔ رواں دواں قلم کے مالک اور تصنیف وتالیف میں جامع فکر کے حامل تھے۔ ان کی تالیفات ورسائل کی تعداد بعض سوانح نگاروں کی روایت کے مطابق پانچ سو ہے، جن میں سب سے بڑی کتاب فتاویٰ رضویہ کئی ضخیم جلدوں میں ہے۔ فقہِ حنفی اور اس کی جزئیات پر معلومات کی حیثیت سے اس زمانہ میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔ ان کے فتاویٰ اور "کفل الفقیہ الفاہم" اس پر شاہد عادل ہیں۔ الخ"۔[6]

مولانا کوثر نیازی (سابق وزیر اطلاعات ونشریات، پاکستان) اپنی ایک تحریر میں لکھتے ہیں:

"بریلی میں ایک شخص پیدا ہوا، جو نعت گوئی کا امام تھا اور احمد رضا خان بریلوی جس کا نام تھا۔ ان سے ممکن ہے بعض پہلوؤں میں لوگوں کو اختلاف ہو، عقیدوں میں اختلاف ہو، لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عشق رسول ان کی نعتوں میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہے"۔[7]

---

[5] مولانا محمد حنیف خاں، جامع الاحادیث، شبیر برادرز لاہور، ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء، ج۱، ص۴۰۷۔

[6] مولانا عبد الحی لکھنوی، نزہۃ الخواطر، نور محمد کتب خانہ کراچی، ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ئ، جزء۸، ص۴۱-۴۰۔ مولانا یٰسین اختر مصباحی، امام احمد رضا ارباب علم ودانش کی نظر میں، مکتبہ رضویہ آرام باغ روڈ کراچی، ص۱۳۰۔

[7] ایضاً ص۱۲۷۔

معروضاتِ علمی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مُوَفِّقِ أَهْلِ السُّنَّةِ لِلْاِهْتِدَاءِ بِهَدْيِ الْأَئِمَّةِ الْمُجْتَهِدِيْنَ مَصَابِيْحِ الظُّلَمِ وَهُدَاةِ الْأُمَّةِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَامِعِ الْكَفَرَةِ وَالْمُبْتَدِعِيْنَ وَعَلٰى آلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَأَصْحَابِهِ الْبَرَرَةِ الْكِرَامِ الْمُتَّقِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ۔

اَمَّا بَعْدُ:

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے اس عالم کو پیدا فرمایا، طرح طرح کی نعمتوں سے مالامال کیا اور اس میں حضرت انسان کو اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا۔ پھر اس خاکدانِ عالم میں جن نفوسِ قدسیہ کو انسان کی رہنمائی اور رہبری کے لیے وقتاً فوقتاً بھیجا انہیں دنیا "حضرات انبیاء و مرسلین علیہم الصلوۃ والتسلیم" کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے۔ ان حضرات کے فضائل و مناقب اور شان بیان کرنے کا حق کوئی انسان آج تک نہ ادا کر سکا ہے اور نہ قیامت تک کر سکے گا، بلکہ ان کے فضائل و مناقب بیان کر کر کے انسان اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بلند مرتبہ پر فائز ہونے کی سعادت سے بہرور ضرور ہو رہا ہے۔ ان انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے جاں نثاروں اور غلاموں کو "حواری اور صحابہ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

ہر نبی و رسول علیہ السلام کے "حواری و صحابی" کی شان نرالی ہے، تاہم سید عالم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار "صحابہ" کے مقام و مرتبے کا عالم بلند و بالا ہے، ان کی تعریف و توصیف میں کسی کی کیا مجال کہ کچھ اضافہ کر سکے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم جن کی تعریف و توصیف فرما دیں، اُن کے لیے کسی اور انسان کی تعریف

وتوصیف کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف سمجھا جائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی ان حضرات پر طعن و تشنیع کرے یا زبان درازی کرتے ہوئے جھوٹی حکایات سے دلیل لائے، تو وہ مردود و نامراد ہو گا کیونکہ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ اور اُس کے مکرم رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ کرنا ہے۔

لہٰذا آج تک جس کسی نے بھی کسی نبی علیہ السلام، صحابی یا کسی ولی کی فضائل و مناقب اور شان میں جو کچھ کہا یا لکھا ہے وہ دراصل اپنے آپ کو اِن نفوسِ قدسیہ کے مدح خوانوں میں شمار کروانے اور آخرت میں اُن کی شفاعت و قرب پانے کے لیے کہا اور لکھا ہے۔ یہ سلسلہ جاری و ساری ہے اور رہے گا، زیر نظر تحریر بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، کوئی خود تو مِٹ جائے گا مگر اِن کے ذکر کو مٹا نہ سکے گا:

رہے گا یوں ہی اُن کا چرچہ رہے گا   پڑے خاک ہو جائیں جَل جانے والے
وہی دھوم ہے اُن کی ما شاء اللہ   مِٹ گئے خود آپ مِٹانے والے

ہم دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام پر کچھ جاہلوں اور گمراہوں نے بے جا اعتراضات کیے اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی مول لی۔ کچھ نے بعض کی محبت میں بعض دوسروں کو بُرا کہنا شروع کیا۔ خصوصاً امیر المؤمنین علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ اور ملک المسلمین امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ہونے والے معاملات بیان کرنے میں حد سے تجاوز کیا اور ایک کی محبت میں دوسرے کو برا کہنے لگے۔ جان لیں کہ جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی محبت میں امیر المؤمنین علی بن ابو طالب کو بُرا کہے وہ بد بخت "ناصبی" ہے اور جو حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی محبت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بُرا کہے وہ خبیث "شیعی زیدی" ہے۔ یہ دونوں قسمیں آج بھی موجود ہیں اور شر

انگیزی میں مصروفِ عمل ہیں۔ پاکستان میں کہیں تفضیلیت کا فتنہ سر اُٹھا رہا ہے تو کہیں "شیعی زیدیت" کا اور کہیں "ناصبیت" کا رنگ نظر آرہا ہے، کہنے کو تو یہ فرقے سوادِ اعظم مسلک حق اہلسنت سے ہونے کا دم بھرتے نظر آتے ہیں، مگر کام بالکل خلاف کرتے ہیں، خدا انہیں ہدایت دے یا اُٹھا لے۔

امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں اُمت کی رہنمائی کے لیے تحریر و تقریر سے کوشش کی وہیں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی شان، قرآن و سنت سے بیان کر کے عوام الناس تک پہنچائی تاکہ حق بات کا علم ہو اس پر عمل کیا جاسکے، فضائل و مناقبِ مصطفی و صحابۂ کرام صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ و علیہم اجمعین کے بارے میں کئی کُتب و رسائل مرتب کیے۔ ان میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب کی تحقیق و تنقیح میں مندرجہ ذیل کُتب و رسائل تحریر فرمائے:

۱۔ "اَلْبُشْرٰی الْعَاجِلَۃ مِنْ تُحَفِ آجِلَۃ" (۱۳۰۰ھ)۔

۲۔ "اَلْأَحَادِیْثُ الرَّاوِیَۃ لِمَدْحِ الْأَمِیْرِ مُعٰوِیَۃ" (۱۳۰۳ھ)۔

۳۔ "عَرْشُ الْإِعْزَازِ وَالْإِکْرَام لِأَوَّلِ مُلُوْکِ الْإِسْلَام"۔

۴۔ "ذَبُّ الْأَھْوَاءِ الْوَاھِیَۃ فِیْ بَابِ الْأَمِیْرِ مُعٰوِیَۃ" (۱۳۱۲ھ)۔

۵۔ "رَفْعُ الْعُرُوْشِ الْخَاوِیَۃ مِنْ أَدَبِ الْأَمِیْرِ الْمُعَاوِیَۃ"۔

۶۔ "أَعْلَامُ الصَّحَابَۃِ الْمُوَافِقِیْنَ لِلْأَمِیْرِ مُعَاوِیَۃَ وَأُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ" وغیرہ۔

لیکن افسوس! کہ ان میں سے کسی ایک تک بھی رسائی ممکن نہ ہو سکی، اِلَی اللہِ الْمُشْتَکیٰ، وَلَعَلَّ اللہَ أَنْ یُحْدِثَ بَعْدَ ذٰلِکَ أَمْرًا۔

اس تحریر میں امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب سے اکثر اور دیگر اکابرِ اُمت کی کُتب سے بعض جگہ استفادہ کرتے ہوئے، حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں چند سطور جمع کی گئی ہیں، اس کا نام حصولِ برکت کے لیے "الإفادات الرضوية في مدح الأمير معاوية رضي الله عنه" (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان) رکھا ہے۔ اس کی ابتداء ۲ر محرم الحرام، ۱۴۳۴ھ، بمطابق ۱۶، نومبر ۲۰۱۲م بروز جمعۃ المبارک ہوئی اور الحمد للہ ۲۴ر محرم الحرام ۱۴۳۴ھ بمطابق ۸ر دسمبر، ۲۰۱۲م، بروز اتوار بوقتِ ظہر مکمل ہوئی، پھر رمضان المبارک میں دوبارہ نظر ثانی کی گئی اور بحمد اللہ ۲۱ر رمضان ۱۴۳۴ھ بروز بدھ کام مکمل ہوا۔ اب ماہِ ذوالحجہ ۱۴۳۶ھ اس پر ایک بار پھر نظر کر کے تکمیل تک پہنچایا۔

آخر میں راقم الحروف حضرت علامہ مولانا استاذ الاساتذہ مفتی محمد حنیف خان رضوی حفظہ اللہ (بریلی، انڈیا) کا شکر گزار و ممنون ہے کہ آپ نے اپنے کلمات جلیلہ سے اس تحریر کو مزین کر کے مزید بابرکت کیا اور حوصلہ افزائی فرمائی، نیز استاد جامعہ النور کراچی، علامہ مولانا اللہ رحم صاحب حفظہ اللہ کا بھی ممنون ہوں، جنہوں نے تقدیم لکھی۔ اسے پہلی بار شائع کرنے سعادت جمعیت اشاعتِ اہلسنت پاکستان (کراچی) کے حصہ آرہی ہے، جو اب تک ۲۵۸ کتب و رسائل شائع کر چکی ہے، یہ اس سلسلہ کی ۲۵۹ ویں کڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ علماء و مشائخ اہلسنت کا سایۂ عاطفت ہمارے سروں پر صحت و عافیت کے ساتھ دراز فرمائے اور ہماری دینی خدمات کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت بخشے۔ آمین۔

ڈاکٹر حامد علی علیمی (غفرلہ ولوالدیہ)

کراچی (پاکستان)

نذرانۂ عقیدت در شانِ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

کلام: ڈاکٹر حامد علی علیمی

مقام و مرتبہ اعلیٰ امیر معاویہ کا ہے
قیامت تک طلوع تارا امیر معاویہ کا ہے

بھلا کیسے وہ بہکے گا لقب "ہادی" ہوا جس کا
ہدایت کا حسیں اُسوہ امیر معاویہ کا ہے

یہی ہے فیصلہ حق کا جہنم کا بنے کُتا
جو دشمن دنیا میں ٹھہرا، امیر معاویہ کا ہے

رسول اللہ کے بارے میں جو آیا مُلْکُہٗ بِالشَّام
یقیناً اس میں اشارہ، امیر معاویہ کا ہے

جو ملکِ مصطفیٰ میں "بادشاہ" اسلام کا گزرا
لقب یہ تو فقط ٹھہرا، امیر معاویہ کا ہے

جو ہیں اُمِ حبیبہ مؤمنوں کی ماں، ہاں اُن سے تو
بہن اور بھائی کا رشتہ، امیر معاویہ کا ہے

ارے منکر! کہیں، اُم حبیبہ یہ نہ فرما دیں:
شفاعت پائے جو شیدا امیر معاویہ کا ہے

الٰہی! حشر فرما اُن کے سنگ حامد علیمی کا
بروزِ حشر جو زُمرہ امیر معاویہ کا ہے

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا تعارف

نام ونسب:

آپ رضی اللہ عنہ کا نام معاویہ اور کنیت ابو عبد الرحمٰن ہے۔ سلسلۂ نسب یوں ہے: معاویہ بن ابو سفیان صخر بن حرب بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قُصی۔ والدۂ ماجدہ کا نام ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس ہے [8]۔

آپ رضی اللہ عنہ "صحابی" ہیں:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اَجلّہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے ہیں [9]۔ فتح مکہ سے پہلے صلح حدیبیہ کے موقع پر مشرف بہ اسلام ہوئے، اُس وقت عمر مبارک اٹھارہ سال تھی۔ حضور علیہ السلام کے کاتبینِ وحی میں سے ہیں، آپ کے والدین اور بہن بھائی بھی شرف صحابیت سے فیض یاب ہونے والے ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنهم وارضاهم عنا۔ محدثین کرام خصوصاً ائمۂ صحاحِ ستّہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے [10]۔

8۔ معرفۃ الصحابہ، ابو نعیم اصبہانی، متوفیٰ ۴۳۰ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبعہ اولیٰ، ۱۴۲۲ھ-۲۰۰۲م، ج۴، ص ۲۲۳۔

9۔ فتاوی رضویہ، رضا فاؤنڈیشن، لاہور، ج ۲۹، ص ۲۷۹۔

10۔ معجم الصحابہ، ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز بغوی، متوفیٰ ۳۱۷ھ، دار البیان کویت، طبعہ اولیٰ ۱۴۲۱ھ--۲۰۰۰م، ج ۵، ص ۳۶۳-۳۶۵۔ و معرفۃ الصحابہ، ج ۴، ص ۲۲۳۔

"صحابی" کی تعریف:

"صحابی" اُس خوش نصیب مسلمان کو کہتے ہیں جس نے حالتِ ایمان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا اور اسی حالتِ ایمان میں دارِ فنا سے دارِ بقا کی کا راہی ہوا۔ اب چاہے اس صحبت سے شرف یاب ہونا مختصر وقت کے لیے میسّر ہوا ہو یا طویل وقت کے لیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کی ہو یا نہ کی ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں حصہ لیا ہو یا نہ لیا ہو، بلکہ بحالتِ ایمان صرف زیارت سے ہی فیض یاب ہوا یا بحالتِ ایمان شرفِ ملاقات تو نصیب ہوا لیکن کسی عارضہ کی وجہ سے زیارت نہ کر سکا ہو مثلاً نابینا، تو اسے بھی صحیح قول کے مطابق "صحابی" ہی کہیں گے[1]۔

قرآن کریم میں صحابۂ کرام کی اقسام اور فضیلت:

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے باب میں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ وہ حضرات رضی اللہ عنہم انبیاء نہ تھے، فرشتے نہ تھے کہ معصوم ہوں، ان میں سے بعض حضرات سے لغزشیں صادر ہوئیں مگر ان کی کسی بات پر گرفت، اللہ و رسول کے احکام کے خلاف ہے۔ قرآن کریم کی سورۂ حدید میں اللہ عزوجل نے صحابۂ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم وسلم کی دو قسمیں ذکر فرمائیں، ارشاد ہوا:

لَا يَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ ترجمہ: "تم میں برابر نہیں وہ جنھوں نے

---

[1] فتاوی رضویہ، رضا فاؤنڈیشن لاہور، ج ۲۹، ص ۳۵۵، ملخصاً۔

قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۠ ○

[الحدید ۵۷ (۱۰)]

فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا، وہ مرتبہ میں اُن سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ بھلائی (جنت) کا وعدہ فرما چکا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے"۔

ان دو اقسام کی وضاحت:

۱۔ اس قسم میں وہ صحابہ کرام ہیں، جو فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے، راہِ خدا میں اپنا مال خرچ کیا اور جہاد کیا، جب کہ ان کی تعداد بھی بہت قلیل تھی اور وہ ہر طرح ضعیف و درماندہ بھی تھے، انہوں نے اپنے اوپر کیسے کیسے شدید مجاہدے گوارا کر کے اور اپنی جانوں کو خطروں میں ڈال ڈال کر، بے دریغ اپنا سرمایہ اسلام کی خدمت کی نذر کر دیا۔ یہ حضرات مہاجرین وانصار میں سے سابقین اولین ہیں، ان کے مراتب کا کیا پوچھنا۔

۲۔ اس قسم میں وہ صحابہ کرام ہیں جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے، راہِ خدا میں اپنا مال خرچ کیا اور جہاد کیا، ان اہلِ ایمان نے اس اخلاص کا ثبوت جہادِ مالی و قتالی سے دیا، جب اسلامی سلطنت کی جڑ مضبوط ہو چکی تھی اور مسلمان کثرتِ تعداد اور جاہ و مال ہر لحاظ سے بڑھ چکے تھے، اَجر اُن کا بھی عظیم ہے لیکن ظاہر ہے کہ اُن سابقون الاوّلون والوں کے درجہ کا نہیں۔

مؤمنیں پیش فتح و پس فتح سب

اہلِ خیر وعدالت پہ لاکھوں سلام
جس مسلماں نے دیکھا انہیں اِک نظر
ان سب اہلِ محبت پہ لاکھوں سلام

(حدائقِ بخشش)

مرتبۂ "صحابیت" میں توسب کے سب برابر ہیں، لیکن فضل وکمال میں مختلف درجات رکھتے ہیں، چنانچہ قرآن کریم نے پہلی قسم والوں کو دوسری قسم والوں پر ترجیح دی اور اُن کی فضیلت بیان کی اور صاف ارشاد فرمادیا کہ وہ مرتبہ میں بعد والوں سے بڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علمِ ازلی میں یہ تھا کہ کچھ لوگ ایسے بھی آئیں گے جو حضرات صحابۂ کرام کی اعلیٰ وارفع شان میں اپنی جہالت، غفلت یا قلبی خباثت وشناعت کے باعث طعن وتشنیع کریں گے اور ان کے افعال (خصوصاً باہم مشاجرات) کی تفتیش کریں گے، قرآن عظیم نے مذکورہ آیت میں ان دریدہ دہنوں، بے باکوں، بے ادب، ناپاکوں کے منہ میں پتھر دے دیا جو صحابۂ کرام کے افعال سے اُن پر طعن چاہتے ہیں، وہ افعال بشرطِ صحت اللہ عزوجل کو معلوم تھے پھر بھی اُن حضرات سے "حُسنیٰ (بھلائی)" کا وعدہ فرمایا، تواب جو معترض ہے اللہ واحد قہار پر معترض ہے، جنت ومدارجِ عالیہ اس معترض کے ہاتھ میں نہیں اللہ عزوجل کے ہاتھ ہیں معترض اپنا سر کھاتا رہے گا اور اللہ تعالیٰ نے جو "حُسنیٰ" کا وعدہ اُن صحابہ سے فرمایا ہے ضرور پورا فرمائے گا اور معترض جہنم میں سزا پائے گا، آیۂ کریمہ میں ہے: ﴿وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝﴾ یعنی: اللہ تعالیٰ ان سب سے بھلائی کا

وعدہ فرما چکا ہے اور اے نبی کے صحابہ! اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرنے والے ہو، اس کے باوجود وہ تم سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا۔ لہٰذا پھر دوسرا کون ہے جو صحابۂ کرام میں سے کسی کی بات پر طعن و تشنیع کرے!۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے، تو جو کسی صحابی پر طعن کرے اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔ نیز یہ بھی یاد رہے کہ ان حضرات کے بعض معاملات میں، اللہ تعالیٰ کے مذکورہ ارشاد کے مقابل "حکایات" پیش کرنا جن میں اکثر جھوٹی ہیں، اللہ واحد قہار کو معاذ اللہ جھٹلانا ہے اور یہ کم از کم مسلمانوں کا کام نہیں۔

آیئے قرآن کریم سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس سے "بھلائی" کا وعدہ فرمالے اُس کے لیے کیا بشارت ہے؟! چنانچہ قرآن کریم بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں سے بھلائی کا وعدہ کیا ان کے لیے فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى ۙ اُولٰٓىٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۝ لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَا ۚ وَ هُمْ فِیْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ ؕ هٰذَا یَوْمُكُمُ الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝

ترجمہ: "بیشک وہ جن کے لئے ہمارا وعدہ "بھلائی" کا ہو چکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں، وہ اس کی بھنک نہ سُنیں گے اور وہ اپنی من مانتی خواہشوں میں ہمیشہ رہیں گے، انہیں غم میں نہ ڈالے گی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ اور فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے کہ یہ ہے تمہارا وہ

دن جس کا تم سے وعدہ تھا"۔[12] [الانبیاء ۲۱: (۱۰۱-۱۰۳)]

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ صحابۂ کرام کی شان میں ارشاد فرماتا ہے:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○
[التوبہ ۹: (۱۰۰)]

ترجمہ: "اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لئے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ان میں رہیں یہی بڑی کامیابی ہے"۔

اب اگر کوئی اس کے بعد بھی صحابۂ کرام کی شان میں کچھ بکے تو وہ اپنا ہی سر کھائے گا اور خود جہنم میں جائے گا، اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔ آمین۔

احادیثِ رسول اور شانِ صحابہ واہلِ بیت صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ و علیہم اجمعین:

مشکوٰۃ شریف میں باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں بحوالہ سننِ ابو داود ومسندِ احمد حدیث نقل کی جس میں نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کے راستے (سنت) کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے "فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ

۱۲؎ فتاوی رضویہ، ج۲۹، ص ۲۲۶-۲۲۹، وص ۲۶۴، -۲۶۵، و۲۷۹-۲۸۰، و۳۶۱-۳۶۳، ملخصاً۔

الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ"، یعنی تم پر میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدہ کی سنت لازم ہے۔

اسی مشکوٰۃ کے باب مناقب قریش میں بحوالہ محدث زرین ایک حدیث میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ستاروں کی مانند قرار دیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: "أَصْحَابِي كَالنُّجُوْمِ فَبِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ"، یعنی: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس کی پیروی بھی کروگے ہدایت پاجاؤگے۔

اسی مشکوٰۃ کے باب مناقب قریش میں بحوالہ مسند احمد ایک حدیث میں اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کو کشتیِ نوح کی طرح قرار دیا گیا ہے: "أَلَا إِنَّ مَثَلَ أَهْلِ بَيْتِي فِيْكُمْ مَثَلُ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ"، یعنی: سُن لو! تم میں میرے اہل بیت کی مثال کشتیِ نوح کی طرح ہے، جو اس میں سوار ہوا نجات پاجائے گا اور جو اس میں سوار نہ ہوا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ ان تمام احادیث کے معانی کو امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے ہی خوبصورت انداز میں اپنے اشعار میں اس طرح پرویا کہ۔

اہلسنت کا ہے بیڑا پار، اَصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

(حدائق بخشش)

مذکورہ بالا احادیث میں درج ذیل امور قابلِ غور ہیں:

۱۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو "ستاروں کی مانند" اور

۲۔ اہل بیتِ اطہار کو "کشتی نوح کی طرح" کہنے کی کیا حکمت ہے؟

قرآن کریم کی سورۂ انعام، آیت: ۹۷ میں ارشاد ہوتا ہے:

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ○

ترجمہ: "اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے تارے بنائے کہ ان سے راہ پاؤ خشکی اور تری کے اندھیروں میں ہم نے نشانیاں مفصل بیان کر دیں علم والوں کے لئے"۔

نیز قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک کشتی کا سمندر اور دریا میں چلنا بھی ہے۔ اب اگر کوئی صرف کشتی پر سوار ہو جائے اور ستاروں سے رہنمائی حاصل نہ کرے تو وہ ضرور گمراہ ہو جائے گا کیونکہ آج کے اس جدید دور میں بھی یہ بات تسلیم کی جاتی ہے کہ سمندری سفر میں بسا اوقات جہازوں میں کمپاس وغیرہ جیسے سمت بتانے والے آلات بھی کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں پھر اس وقت صرف یہ "ستارے" ہی ہوتے ہیں جن کی مدد سے رہنمائی حاصل کر کے منزلِ مقصود تک پہنچا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی سمندری سفر کے لیے صرف ستاروں کو تھامے رکھے اور "کشتی" کو چھوڑ دے یہ گمان کرتے ہوئے کہ میں سمندر تیر کر پار کر لوں گا، تو یقیناً لوگ اسے مجنوں کہیں گے۔ یہ ضرور ہے کہ کشتی پر سوار ہو کر ستاروں سے روگردانی کرنے والا اور اسی طرح ستاروں کو تھام کر کشتی کو چھوڑنے والا یہ دونوں کہیں نہ کہیں ضرور پہنچیں گے۔۔۔ مگر کہاں۔۔۔؟ سیدنا شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے لوگوں کی منزل بہت واضح بتا دی تھی اور فرمایا تھا: "قَدْ وَصَلُوْا اِلٰی سَقَرَ" یعنی

بے شک یہ لوگ پہنچ گئے مگر جہنم میں" والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اگر کوئی گمراہی کے سمندر سے نجات حاصل کرنا چاہے تو اس پر لازم ہے کہ "کشتی" میں سوار ہو جائے اور یقیناً کشتی سے محبت کرنے والا نہ اُس میں عیب نکالے گا اور نہ کبھی اسے نقصان پہنچائے گا کیوں وہ جانتا ہے کہ اگر اسے نقصان پہنچایا تو غرق ہو جائے گا، نیز سوار ہو کر "ستاروں" سے راہنمائی لینا شروع کر دے ورنہ "منزلِ مقصود" تک نہیں پہنچے گا۔ مختصر یہ کہ "کشتی وستاروں" کا تعلق لازم وملزوم ہے۔ العَاقِلُ تَكْفِيْهِ الْإِشَارَةُ، عقل مند را اشارہ کافی است۔

مقامِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم احادیث میں:

اس سلسلے میں احادیث کی تعداد بہت زیادہ ہے، ذیل میں چند روایات بطور تبرک پیش کی جاتی ہیں:

(إِذَا أَرَادَ اللهُ بِرَجُلٍ مِنْ أُمَّتِيْ خَيْرًا أَلْقَى حُبَّ أَصْحَابِيْ فِيْ قَلْبِهِ)[۱۳]۔

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ میری اُمت کے کسی شخص سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اُس کے دل میں میرے صحابہ کی محبت ڈال دیتا ہے۔

(اللهَ اللهَ فِيْ أَصْحَابِيْ! لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا بَعْدِيْ فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ أَبْغَضَهُمْ وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِيْ وَمَنْ آذَانِيْ فَقَدْ آذَى اللهَ وَمَنْ آذَى اللهَ فَيُوْشِكُ أَنْ يَّأْخُذَهُ)[۱۴]۔

۱۳۔ کنز العمال، دار الکتب العلمیۃ، بیروت طبعہ اولیٰ ۱۴۱۹ھ-۱۹۹۸م، مجلد ۶، جزء ۱۱، ص ۲۴۲۔

ترجمہ: میرے صحابہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو! انہیں میرے بعد نشانہ نہ بنا لینا، جو اُن سے محبت کرتا ہے میری محبت سے اُن سے محبت کرتا ہے، اور جو اُن سے بغض رکھتا ہے میری عداوت سے اُن کا دشمن ہے، جس نے میرے صحابہ کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ اسے (عذاب میں) گرفتار کرے۔

(مَنْ سَبَّ أَصْحَابِيْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَمَنْ حَفِظَنِيْ فِيْهِمْ فَأَنَا أَحْفَظُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)[۱۵]۔

ترجمہ: جو میرے صحابہ کو بُرا کہے اُس پر اللہ کی لعنت اور جو اُن کے معاملہ میں میرا لحاظ رکھے میں قیامت کے دن اُن کا حافظ و نگہبان ہوں گا۔

تنبیہ ضروری:

اہلِ سنت کا عقیدہ ہے کہ (وَنَكُفُّ عَنْ ذِكْرِ الصَّحَابَةِ إِلَّا بِخَيْرٍ)[۱۶]۔ یعنی صحابۂ کرام کا جب بھی ذکر ہو تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے۔ یہ صحابۂ کرام کے حق میں ہے جو ایمان و سنت اور اسلامِ حقیقی پر تا دمِ مرگ ثابت قدم رہے اور

=

۱۴ کنز العمال، مجلد ۶، جزء ۱۱، ص ۲۴۲۔

۱۵ تاریخ دمشق، ترجمہ: ۵۳۰۲، عمر بن الخطاب، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ج ۴۷، ص ۱۸۱۔

۱۶ شرح عقائد النسفی درالاشاعۃ العربیہ قندھار افغانستان، ص ۱۱۶۔

اسلامی تعلیمات کے مقابل، اپنی خواہشات کے اتباع میں کوئی نئی راہ نہ نکالی۔ رہے وہ بد نصیب لوگ کہ اس سعادت سے محروم ہو کر اپنی دکان الگ جما بیٹھے اور اہل حق کے مقابل، قتال پر آمادہ ہو گئے، وہ ہر گز اس حکم کا مصداق نہیں اس لیے علماء کرام فرماتے ہیں کہ جنگِ جمل و صفین میں جو مسلمان ایک دوسرے کے مقابل آئے ان کا حکم "خطائے اجتہادی" کا ہے۔ لیکن اہلِ نہروان جو مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی تکفیر کر کے بغاوت پر آمادہ ہوئے وہ یقیناً فساق، فجار، طاغی و باغی تھے اور ایک نئے فرقہ کے ساعی وساتھی جو "خوارج" کے نام سے موسوم ہوا اور اُمّت میں نئے فتنے اب تک اسی کے دم سے پھیل رہے ہیں۔ (سراج العوارف وغیرہ)[17]۔

صحابہ کو بُرا کہنے والے کا حکم:

(إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَسُبُّونَ أَصْحَابِي فَقُولُوا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى شَرِّكُمْ)[18]۔

ترجمہ: جب تم اُن لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو بُرا کہتے ہوں تو کہو: اللہ کی لعنت ہو تمہارے شر پر۔

(إِنَّ شِرَارَ أُمَّتِي أَجْرَؤُهُمْ عَلَى صَحَابَتِي)[19]۔

ترجمہ: میری اُمت میں بد ترین وہ ہیں جو میرے صحابہ پر جرأت کرنے والے ہیں۔

---

[17] فتاوی رضویہ، ج ۲۹، ص ۳۶۳، ملخصاً۔

[18] کنز العمال، مجلد ۶، جزء ۱۱، ص ۲۴۲۔

[19] کنز العمال، مجلد ۶، جزء ۱۱، ص ۲۴۲۔

(مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْن)[۲۰]۔

ترجمہ: جو میرے صحابہ کو بُرا کہے اُس پر اللہ تعالیٰ، اُس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

"فضائلِ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ":

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں قرآن وسنت کے احکام جاننے کے بعد ہم اب خاص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل پر کچھ ذکر کرتے ہیں۔

کیا خاص سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں احادیث وارد ہوئی ہیں؟

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں کئی احادیث وآثار وارد ہوئی ہیں، ان کا انکار کرنے والے "جاہل" ہیں، جو یہ کہتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کوئی "حدیث صحیح" نہیں ہے، یقیناً یہ اُن کی نادانی ہے کیونکہ علمائے محدثین اپنی اصطلاح کے مطابق کلام فرماتے ہیں، مگر یہ ناسمجھ خدا جانے معانی کو کہاں سے کہاں لے جاتے ہیں۔ اس لیے کہ فضائل ومناقب میں باتفاقِ علماء ضعیف حدیث بھی کافی ہوتی ہے، مثلاً کسی حدیث میں ایک عمل کی ترغیب آئی کہ جو ایسا کرے گا اتنا ثواب پائے گا یا کسی نبی یا صحابی کی خوبی بیان ہوئی کہ اُنہیں اللہ عزوجل نے یہ مرتبہ بخشا، یہ فضل عطا کیا، تو ان فضائل ومناقب کے مان لینے کو "ضعیف حدیث" بھی

---

[۲۰] کنز العمال، مجلد ۶، جزء ۱۱، ص ۲۴۲۔

بہت ہے، ایسی جگہ صحتِ حدیث میں کلام کرکے اسے قبول نہ کرنا فرقِ مراتب نہ جاننے کے سبب ہے۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ مناقبِ امیر معاویہ وعمرو بن العاص رضی اللہ عنہما میں بقول امام اہلِ سنت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، صرف نواصب نے حدیثیں گھڑی ہیں۔ اسی طرح روافض نے فضائل امیر المؤمنین واہلِ بیت طاہرین رضی اللہ عنہم میں تقریباً "تین لاکھ" حدیثیں گھڑی ہیں، جیسا کہ حافظ ابو یعلی اور حافظ خلیلی نے بیان کیا ہے[21]۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا:

ترمذی شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی: (اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهِ)[22]۔

ترجمہ: "الٰہی! اسے راہ نما راہ یاب کر اور اس کے ذریعہ سے لوگوں کو ہدایت دے"۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد وفقیہ ہیں:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے عکرمہ نے شکایت کی کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وتر کی ایک رکعت پڑھی ہے، تو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: (دَعْهُ فَإِنَّهُ فَقِيْهٌ)[23]، یعنی: انھیں کچھ نہ کہہ

---

۲۱ فتاویٰ رضویہ، ج۵، ص ۴۶۱-۴۶۲، ملخصاً۔

۲۲ جامع الترمذی، ابواب المناقب مناقب معاویہ بن ابی سفیان، امین کمپنی دہلی، ج۲، ص ۲۲۵۔

۲۳ صحیح بخاری، باب ذکر معاویہ، قدیمی کتب خانہ کراچی، ج۱، ص ۵۳۱، باختصار۔

کہ وہ مجتہد ہیں[۲۴]۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عدل و شریعت کے مطابق حکم کرنے والے بارہ خُلفاء میں سے ہیں:

حدیث شریف میں ہے: (عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: (لَا يَزَالُ الْاِسْلَامُ عَزِيْزًا اِلٰى اثْنَا عَشَرَ خَلِيْفَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ)[۲۵]۔

یعنی: جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ بارہ خلفاء کے گزرنے تک اسلام غالب رہے گا اور وہ قریش سے ہوں گے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ: (لَا يَزَالُ اَمْرُ النَّاسِ مَاضِيًا مَا وَلِيَهُمْ اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ)[۲۶]۔

یعنی: ایک روایت میں ہے کہ لوگوں کا معاملہ ہمیشہ چلتا رہے گا، جب تک ان پر بارہ خلفاء کی ولایت رہے گی، جو سب کے سب قریشی ہوں گے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ: (لَا يَزَالُ الدِّيْنُ قَائِمًا حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ اَوْ يَكُوْنَ عَلَيْكُمْ اثْنَا عَشَرَ خَلِيْفَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ)[۲۷]۔

---

۲۴ فتاوٰی رضویہ، ج ۱۰، ص ۱۹۵۔

۲۵ صحیح مسلم مقدمۃ الکتاب باب الامارۃ باب الناس تبع لقریش، قدیمی کتب خانہ کراچی، ج ۲، ص ۱۱۹۔

۲۶ صحیح مسلم مقدمۃ الکتاب باب الامارۃ باب الناس تبع لقریش، ج ۲، ص ۱۱۹۔

یعنی: ایک روایت میں ہے کہ دین ہمیشہ قائم رہے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے یا تم پر بارہ خلفاء کی خلافت قائم رہے گی جو تمام قریشی ہوں گے۔

سوال یہ ہے کہ مذکورہ بالا حدیث کے مطابق وہ بارہ "خلفاء" کون سے ہیں جو قریش میں سے سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین یا نائب شمار کیے جاتے ہیں؟

ان بارہ کی گنتی کس سے شروع کی جائے؟ اس میں صورتِ حق کیا ہے جو اس حدیث شریف کا مصداق ہے؟ آیا یہ حدیث قابلِ اعتبار بھی ہے یا نہیں؟ ان تمام سوالات کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں[۲۸]:

"یہ حدیث ہے اور ان بارہ خلفاء کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے شمار کرنا لازم ہے کیونکہ اسی حدیث کی ایک روایت میں ہے: (یَکُوْنُ بَعْدِی اثْنَا عَشَرَ خَلِیْفَةً اَبُوْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقُ لَا یَلْبَثُ اِلَّا قَلِیْلَهٗ)[۲۹]، یعنی: میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے ابو بکر تھوڑے ہی دن رہیں گے۔

=

۲۷ صحیح مسلم مقدمۃ الکتاب باب الامارۃ باب الناس تبع لقریش، ج ۲، ص ۱۱۹۔

۲۸ فتاویٰ رضویہ، ج ۲۷، ص ۵۰۔۵۱۔

۲۹ المعجم الکبیر، حدیث: ۱۴۲، المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت، ج ۱، ص ۹۰۔

صحیح مسلم، مقدمۃ الکتاب، باب الامارۃ، باب الناس تبع لقریش، ج ۲، ص ۱۱۹۔

اس سے مراد وہ خُلفاء ہیں کہ والیانِ اُمت ہوں اور عدل وشریعت کے مطابق حکم کریں، ان کا متصل مسلسل ہونا ضروری نہیں، نہ حدیث میں کوئی لفظ اس پر دلالت کرنے والا ہے، اُن میں نو نفوسِ قدسیہ معلوم ہیں، باقی تین کی تعیین پر کوئی یقین نہیں، نو کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

۲۔ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ۔

۳۔ امیر المؤمنین حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ۔

۴۔ امیر المؤمنین حضرت علی شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم۔

۵۔ حضرت امام حسن مجتبےٰ رضی اللہ عنہ۔

۶۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ۔

۷۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ۔

۸۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ۔

۹۔ اور حضرت سیدنا امام مہدی کہ آخری زمانے میں ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم"۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطا، خطاءِ اجتہادی تھی:

اہل سنت کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطا، خطاءِ اجتہادی تھی، اجتہاد پر طعن جائز نہیں، خطاءِ اجتہادی دو قسم کی ہے:

۱۔ مقرر

اور ۲۔ منکر۔

۱۔ مُقرَّر: وہ خطاہے جس کے کرنے والے کو اُس پر برقرار رکھا جائے گا اور اُس سے تعرض نہیں کیا جائے گا، جیسے احناف کے نزدیک شافعی المذہب مقتدی کا حنفی امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا۔

۲۔ مُنکَر: وہ خطا جس کے کرنے والے پر انکار کیا جائے گا جب کہ اس کے سبب کوئی فتنہ پیدا ہوتا ہو، جیسے اجلۂ اصحاب جنگِ جمل رضی اللہ عنہم کہ قطعی جنتی ہیں اور ان کی خطا یقیناً خطاءِ اجتہادی، جس میں کسی سُنیت کے دعوے دار شخص کو محلِ لب کشائی نہیں، بااین ہمہ اس پر انکار لازم تھا جیسا امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے کیا، باقی مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں مداخلت کرنا "حرام" ہے۔

حدیث میں ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: (إِذَا ذُكِرَ اَصْحَابِي فَاَمْسِكُوْا)[۳۰]۔ ترجمہ: جب میرے صحابہ کا ذکر آئے تو زبان روکو۔ یعنی: انہیں بُرا کہنے سے اپنی زبان روک لو۔

دوسری حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: (سَتَكُوْنُ لِاَصْحَابِي بَعْدِي زَلَّةٌ يَغْفِرُهَا اللهُ لَهُمْ لِسَابِقَتِهِمْ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِهِمْ قَوْمٌ يَكُبُّهُمُ اللهُ عَلَى مَنَاخِرِهِمْ فِي النَّارِ)[۳۱]۔ ترجمہ: قریب ہے کہ میرے

---

۱۳۰ المعجم الکبیر، حدیث: ۱۴۲۷، المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت، ج۲، ص۹۶۔

۱۳۱ المعجم الاوسط، حدیث: ۳۲۴۳، مکتبۃ المعارف ریاض، ج۴، ص ۱۴۲، و مجمع الزوائد، ج۷، ص ۲۳۴۔

اصحاب سے کچھ لغزش ہوگی جسے اللہ بخش دے گا اُس سابقہ کے سبب جو ان کو میری سرکار میں ہے پھر ان کے بعد کچھ لوگ آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ ناک کے بل جہنم میں اوندھا کر دے گا۔ حدیث میں مذکور یہ وہ لوگ ہیں جو اُن لغزشوں کے سبب صحابہ پر طعن کریں گے[۳۲]۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں نزاع نہ تھا:

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ "کتاب الآثار" میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اہلِ کوفہ نے قنوتِ نازلہ پڑھنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اخذ کیا، کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے اُس وقت قنوت پڑھی جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اُن کی جنگ ہوئی اور اہلِ شام نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے قنوت پڑھنا اخذ کیا، کیونکہ وہ بھی جنگ کے وقت قنوت پڑھا کرتے تھے[۳۳]۔

بعید نہیں کہ اُن حضرات نے قنوت اس مضمون کی پڑھی ہو: اَللّٰھُمَّ اَصۡلِحۡ بَیۡنَنَا وَبَیۡنَ قَوۡمِنَا فَاِنَّھُمۡ اِخۡوَانُنَا بَغَوۡا عَلَیۡنَا۔ (یعنی: اے اللہ! ہمارے اور اِن لوگوں کے درمیان صلح پیدا فرما دے کیونکہ وہ ہمارے بھائی ہیں، انہوں نے ہمارے خلاف سرکشی کر دی ہے۔)

---

[۳۲] فتاویٰ رضویہ، ج ۲۹، ص ۳۳۶-۳۳۷، ملخصاً۔

[۳۳] کتاب الآثار، باب القنوت فی الصلوٰۃ، ادارۃ القرآن والعلوم، کراچی ص ۴۴۔

لیکن اس روایت سے یہ سمجھنا کہ یہ دونوں حضرات اس لیے قنوت پڑھا کرتے تھے کہ ایک دوسرے کو "باغی" سمجھے تھے، یا ایسا گمان کرنا اور ایسا احتمال نکالنا صریح جہالت اور اِن پر افتراء ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صاف تصریح بسندِ صحیح موجود ہے کہ "مجھے خلافت میں نزاع نہیں نہ میں اپنے آپ کو مولیٰ علی کا ہمسر سمجھتا ہوں"۔

چنانچہ فرماتے ہیں: "وَاِنِّیْ لَاَعْلَمُ اَنَّہٗ اَفْضَلُ مِنِّیْ وَاَحَقُّ بِالْاَمْرِ وَلٰکِنْ لَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ ظُلْمًا وَّاَنَا ابْنُ عَمِّہٖ وَوَلِیُّہٗ اَطْلُبُ بِدَمِہٖ۔

(رواہ یحیی بن سلیمن الجعفی استاذ الامام البخاری فی کتاب صفین، بسند جید عن ابن مسلم الخولانی)۔

یعنی: بیشک میں جانتا ہوں کہ علی کرم اللہ وجہہ مجھ سے افضل ہیں اور خلافت کے زیادہ حقدار ہیں لیکن کیا تم جانتے ہو کہ تحقیق عثمان رضی اللہ عنہ ظلماً قتل کئے گئے ہیں اور میں ان کے چچا کا بیٹا ان کا بھائی اور ان کا ولی ہوں میں ان کے خون کا بدلہ طلب کرتا ہوں[۳۴]۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ادب کرتے تھے:

امام احمد " رحمۃ اللہ علیہ فضائل صحابہ "[۳۵] میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یوں سے کسی نے ایک مسئلہ پوچھا، فرمایا: سَلْ عَنْھَا عَلِیَّ ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ

---

[۳۴] فتاویٰ رضویہ، ج۷، ص ۵۰۳-۵۰۹، ملخصاً۔

[۳۵] فضائل الصحابۃ لامام احمد، حدیث: ۱۱۵۳، فضائل علی، موسسۃ الرسالہ، بیروت، ۶۷۵۔

فَھُوَ اَعْلَمُ۔ یعنی: مولا علی سے پوچھو وہ زیادہ علم رکھتے ہیں۔ سائل نے کہا: یا امیر المؤمنین! مجھے آپ کا جواب اُن کے جواب سے زیادہ محبوب ہے،

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بِئْسَمَا قُلْتَ لَقَدْ کَرِھْتَ رَجُلًا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَغُرُّہٗ بِالْعِلْمِ غَرًّا وَلَقَدْ قَالَ لَہٗ: اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ. وَکَانَ عُمَرُ اِذَا اُشْکِلَ عَلَیْہِ شَیْءٌ یَاْخُذُ مِنْہُ۔

یعنی: اے شخص! تو نے سخت بُری بات کہی، تو نے ایسے کو نا پسند کیا جس کے علم کی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عزت افزائی فرماتے تھے اور بے شک حضور نے ان سے فرمایا: "تجھے مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔ حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کو جب کسی بات میں مشکل پیش آتی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جواب لیا کرتے تھے [۳۶]۔

حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ کو خلافت سپرد کی تھی:

بے شک حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت سپرد فرمائی۔ اس سے مقصود، صلح اور بندشِ جنگ تھی اور یہ صلح و تفویضِ خلافت اللہ و رسول کی پسند سے ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام حسن کو گود میں لے کر فرمایا تھا: اِنَّ ابْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰہَ اَنْ یُّصْلِحَ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ

---

[۳۶] فتاویٰ رضویہ، ج۱۵، ص ۶۷۵-۶۸۱۔

عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ)[۳۷]۔

ترجمہ: "میرا یہ بیٹا سید ہے میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ اس کے سبب سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دے گا"۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلافت کے اہل تھے:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلافت کے اہل تھے، اگر آپ رضی اللہ عنہ خلافت کے اہل نہ ہوتے تو امام مجتبیٰ رضی اللہ عنہ ہر گز انہیں خلافت تفویض نہ فرماتے نہ اللہ ورسول اسے جائز رکھتے[۳۸]۔

اہل حق کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے خلافت کا راست آنا اُس دن سے ہوا، جب سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح فرمائی اور یہ وہ صلح جلیل وجمیل ہے، جس کی اُمید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی اور اِس صلح کو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی سیادت سے ناشی قرار دیا، اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحیح حدیث میں فرماتے ہیں، جو صحیح بخاری میں ہے کہ میرا یہ بیٹا سید ہے شاید اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح فرمادے۔ اور اسی سے ظاہر ہوا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعنہ زنی، امام حسن مجتبیٰ پر طعنہ زنی ہے بلکہ اِن کے جدِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر

---

۳۷ صحیح البخاری، کتاب المناقب، مناقب الحسن والحسین، قدیمی کتب خانہ، ج۱، ص ۵۳۰۔
مشکوٰۃ المصابیح، باب مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، مطبع مجتبائی دہلی، ص ۵۶۹۔

۳۸ فتاویٰ رضویہ، ج۲۹، ص ۳۳۵-۳۳۶، ملخصاً۔

طعنہ ہے بلکہ یہ اُن کے خدا عزوجل پر طعن کرنا ہے۔ اس لیے کہ مسلمانوں کی باگیں ایسے کو سونپنا جو طعنہ زنوں کے نزدیک ایسا ایسا ہے اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ خیانت ہے، اور معاذ اللہ (اِن کے طور پر) یہ لازم آتا ہے کہ اس خیانت کا ارتکاب امام حسن مجتبیٰ نے کیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو پسند کیا، حالانکہ وہ تو اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے، جو کچھ بولتے ہیں وہ وحی ہے، جو انہیں خدا کی طرف سے آتی ہے۔ تو اس تقریر کو یاد رکھو اس لیے کہ یہ اس کے لیے نافع ہے جس کی ہدایت کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا[۳۹]۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حدیث کے مطابق پہلے بادشاہ ہیں:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو اول ملوکِ اسلام اور سلطنتِ محمدیہ کے پہلے بادشاہ ہیں، اسی کی طرف "توراۃ مقدس" میں اشارہ ہے کہ: (مَوْلِدُهُ بِمَكَّةَ وَمُهَاجَرُهُ طَيْبَةُ وَمُلْكُهُ بِالشَّامِ)۔ ترجمہ: "وہ نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں پیدا ہوگا اور مدینہ کو ہجرت فرمائے گا اور اس کی سلطنت شام میں ہوگی"۔ تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بادشاہی اگرچہ "سلطنت" ہے، مگر کس کی؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی[۴۰]۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت بیس سال

---

[۳۹] المعتمد المستند، امام احمد رضا خان، مترجم مفتی محمد اختر رضا خان، ۱۴۲۸ھ۔۲۰۰۷ء، مکتبہ برکات المدینہ کراچی، ص ۲۸۷-۲۸۸۔

[۴۰] فتاویٰ رضویہ، ج ۲۹، ص ۳۵۷، واحکامِ شریعت۔

رہی، جبکہ خلافت راشدہ میں بھی بیس سال تک گورنری کے عہدے پر فائز رہے[41]۔

اصحابِ سید المرسلین واہلِ بیت کرام کے بارے میں اہلسنت کا عقیدہ:

حضرات انبیاء و مرسلین اور ملائکۂ مرسلین وساداتِ فرشتگانِ مقربین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے بعد بڑی عزت ومنزلت اور قُرب قبول احدیت پر فائز اصحابِ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اُنہیں میں حضرت بتول، جگر پارۂ رسول ،خاتونِ جہاں، بانوے جہاں، سیدۃ النساء فاطمہ زہرا اور اس دوجہاں کی آقازادی کے دونوں شہزادے، عرش کی آنکھ کے دونوں تارے، آسمانِ سیادت کے مہ پارے، باغِ تطہیر کے پیارے پھول، دونوں قرۃ العینِ رسول، امامین کریمین، سعیدین شہیدین، تقیین نقیین، نیرین، طاہرین ابو محمد حسن و ابو عبداللہ حسین، اور تمام مادرانِ اُمت، بانوانِ رسالت یعنی امہات المومنین، ازواج مطہرات علی المصطفیٰ وعلیھم کلھم الصلوۃ والتحیۃ داخل ہیں، اس لیے کہ "صحابی ہر وہ مسلمان ہے جو حالتِ اسلام میں رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ خدا نما کی زیارت سے مشرف ہوا اور اسلام ہی پر دنیا سے گیا"۔ ان کی قدر ومنزلت وہی خوب جانتا ہے جو سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ کی عزت ورفعت سے آگاہ ہے۔ یہ بات بھی روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ محب جب قدرت پاتا ہے اپنے محبوب کو بُروں کی ہم نشینی ورفاقت سے بچاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے، جب اُس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

[41] معرفۃ الصحابہ، ابو نعیم اصبہانی متوفیٰ ۴۳۰ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج۴، ص ۲۳۳۔

کے لیے، جو اس کے محبوب وسید المحبوبین ہیں، "خیارِ خلق" کو حضور کا صحابی، جلیس وانیس ویار ومددگار مقرر فرمایا ہے تو اب جو ان میں سے کسی پر طعن کرتا ہے جناب باری تعالیٰ کے کمالِ حکمت وتمام قدرت پر یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غایتِ محبوبیت ونہایت منزلت پر اعتراض کرتا ہے۔ اسی لیے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

(اللّٰهَ اللّٰهَ فِي أَصْحَابِي! لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا بَعْدِي فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللّٰهَ وَمَنْ آذَى اللّٰهَ فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ)۔

ترجمہ: خدا سے ڈرو، خدا سے ڈرو میرے اصحاب کے حق میں، انہیں نشانہ نہ بنا لینا میرے بعد، جو انہیں دوست رکھتا ہے میری محبت سے انہیں دوست رکھتا ہے اور جو ان کا دشمن ہے میری عداوت سے ان کا دشمن ہے، جس نے انہیں ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو (عذاب میں) گرفتار کر لے، رواہ الترمذی وغیرہ[۴۲]۔

---

[۴۲] جامع الترمذی، کتاب المناقب، باب فی من سب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث: ۳۸۸۸، دار الفکر، بیروت، ج۵، ص ۴۶۳۔ ومسند احمد بن حنبل، عن عبد اللہ بن مغفل المزنی، المکتب الاسلامی بیروت، ج۵، ص ۵۴ و ۵۷۔

تمام دنیا کے خارجی، ناصبی اور رافضی ہوشیار ہو جائیں:

اب اے خارجیو! اے ناصبیو! کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا اس ارشادِ عام سے اور جناب باری تعالیٰ نے آیتِ کریمہ ﴿ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ﴾[۴۳] سے جناب ذو النورین امیر المومنین حضرت عثمان غنی وحضرت اسد اللہ غالب امیر المومنین علی بن ابی طالب وحضرات سبطین کریمین امام حسن وامام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو خارج کر دیا ہے ؟!

یا اے شیعو! اے رافضیو! ان احکام شاملہ سے جن میں سب صحابہ شامل ہیں اور جملہ صحابۂ کرام ان میں داخل ہیں، خدا اور رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المومنین خلیفۃ المسلمین جناب صدیق اکبر، عمر فاروق اور امیر المومنین کامل الحیاءِ والایمان حضرت مجہزِ جیش العسرۃ فی رضی الرحمن عثمان بن عفّان وجناب اُم المومنین، محبوبۂ سیّد العالمین عائشہ صدیقہ بنتِ صدیق وحضرات طلحہ وزبیر ومعاویہ وغیرھم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو خارج کر دیا اور تمہارے کان میں کہہ دیا کہ "اصحابی" سے ہماری مراد اور آیت میں ضمیر "ھم" کے مصداق ان لوگوں کے سوا اور ہیں ؟! جو تم ان کے اے خوارج اور اے روافض! دشمن ہو گئے۔ اور عیاذاً باللہ انہیں لعن طعن سے یاد کرنے لگے، ہائے بد بختی! یہ نہ جانا کہ یہ دشمنی، در حقیقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دشمنی ہے اور ان کی ایذا، حق تبارک وتعالیٰ کی ایذا۔

---

[۴۳] ترجمہ: "اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی"۔ [التوبہ ۹: (۱۰۰)]۔

اہلسنت وجماعت اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ہیں:

اے اللہ! تیری برکت والی رحمت اور ہمیشگی والی عنایت اس پاک فرقہ "اہل سنت وجماعت" پر ہے، جس نے تیرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب ہم نشینوں اور گلستانِ صحبت کے گل چینوں کو ہمیشہ کسی استثنا کے بغیر نگاہِ تعظیم واِجلال اور نظر تکریم وتوقیر سے دیکھنا اپنا شعار ودثار کر لیا ہے اور سب کو چرخِ ہدایت کے ستارے اور فلکِ عزت کے سیّارے جاننا، عقیدہ کر لیا کہ ہر ہر فردِ بشر ان کا سرورِ عدول واخیار واتقیاء وابرار کا سردار ہے، تابعین سے لے کر قیامت تک، اُمت کا کوئی ولی کیسے ہی پایۂ عظیم کو پہنچے، صاحبِ سلسلہ ہو خواہ غیر ان کا، ہرگز ہرگز ان صحابۂ کرام میں سے ادنی سے ادنی کے رتبہ کو نہیں پہنچتا اور ان میں ادنی کوئی نہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادِ صادق کے مطابق اوروں کا کوہِ اُحد کے برابر سونا خیرات کرنا، اُن کے نیم صاع (تقریباً دو کلو) جَو کے برابر نہیں[۴۴]، جو قُربِ خدا انہیں حاصل دوسرے کو میسر نہیں۔ اور جو درجاتِ عالیہ یہ پائیں گے غیر کو ہاتھ نہ آئیں گے۔

اہلسنت وجماعت اِن سب کو بالاجمال اعلیٰ درجے کا برو تقی جانتے ہیں اور تفاصیل احوال کہ کس نے کس کے ساتھ کیا کیا اور کیوں کیا، اس پر نظر کرنا حرام

---

[۴۴] صحیح البخاری، مناقب اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، فضل ابی بکر بعد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، قدیمی کتب خانہ کراچی، ج۱، ص ۵۱۸۔
صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب تحریم سب الصحابۃ، قدیمی کتب خانہ کراچی، ج۲، ص ۳۱۰۔

مانتے ہیں، جو فعل ان حضرات صحابہ کرام میں سے کسی کا اگر ایسا منقول بھی ہوا جو نظر قاصر میں ان کی شان سے قدرے گرا ہوا ٹھہرے، اسے محمل حسن پر اتارتے ہیں۔ اور اللہ کا سچا قول "رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ" سُن کر آئینہ دل میں زنگ تفتیش کو جگہ نہیں دیتے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علیہ وسلم حکم فرما چکے: (اِذَا ذُکِرَ اَصْحَابِی فَاَمْسِکُوْا)[45]۔ ترجمہ: جب میرے اصحاب کا ذکر آئے تو باز رہو۔

لہٰذا اہلسنت وجماعت نے اپنے آقا کا فرمان عالی شان اور یہ سخت وعیدیں، ہولناک تہدیدیں سُن کر زبان بند کر لی اور دل کو سب کی طرف سے صاف کر لیا اور جان لیا کہ ان کے رُتبے ہماری عقل سے وراء ہیں پھر ہم اُن کے معاملات میں کیا دخل دیں ان میں جو مشاجرات (واختلافات) واقع ہوئے ہم ان کا فیصلہ کرنے والے کون؟

حاشا کہ ایک کی طرف داری میں دوسرے کو بُرا کہنے لگیں، یا ان نزاعوں میں ایک فریق کو دنیا طلب ٹھہرائیں، بلکہ بالیقین جانتے ہیں کہ وہ سب مصالحِ دین کے خواستگار تھے، جس کے اجتہاد میں جو بات دینِ الٰہی وشرعِ رسالت پناہی جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اصلح وانسب معلوم ہوئی، اختیار کی، گو اجتہاد میں خطا ہوئی اور ٹھیک بات ذہن میں نہ آئی۔ لیکن وہ سب حق پر ہیں اور سب واجب الاحترام ان کا حال بعینہ ایسا ہے جیسا فروعِ مذہب میں مثلاً امام اعظم ابو حنیفہ، امام

---

45 المعجم الکبیر، حدیث: ۱۴۲۷، المکتبۃ الفیصلیۃ، بیروت، ج۲، ص۹۶۔

شافعی وغیرہ کے اختلافات نہ ہرگز ان منازعات کے سبب، ایک دوسرے کو گمراہ فاسق جاننا نہ ان کا دشمن ہو جانا۔

بالجملہ ارشاداتِ خدا اور رسول عزّ مجدہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہم نے اتنا یقین کرلیا کہ سب صحابۂ کرام اچھے اور عدل و ثقہ، تقی، نقی ابرار ہیں اور ان کے مشاجرات کی تفاصیل پر نظر گمراہ کرنے والی ہے، نظیر اس کی عصمتِ انبیاء علیہم الصلوۃ والثناء ہے کہ اہل حق اہلسنت وجماعت شاہراہِ عقیدت پر چل کر منزلِ مقصود کو پہنچے۔ اور ارباب باطل تفصیلوں میں خوض وناحق غور کر کے ضلالت اور بددینی میں جا پڑے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اے اللہ! ہم تجھ سے ہدایت پر ثابت قدمی مانگتے ہیں [۴۶]۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یا کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہنے والے کے پیچھے نماز کا حکم:

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یا کسی بھی صحابی کی شان میں طعن و تشنیع کرنا "رفض" اور ایسا کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا "مکروہِ تحریمی" ہے اور پڑھی ہوئی نماز کو دُہرانا واجب ہے، اگرچہ ہر مکروہِ تحریمی کے ارتکاب سے نماز واجب الاعادہ نہیں ہوتی۔ چنانچہ فتاوی رضویہ، ج۶، ص ۶۲۳-۶۲۶ میں ہے: "کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ امامت کن کن شخصوں کی جائز ہے اور کن کن کی ناجائز اور مکروہ، اور سب سے بہترِ امامت کس شخص کی ہے؟

الجواب: ۱۔ جو قراءت غلط پڑھتا ہو جس سے معنی مفسد ہوں،

---

۴۶ فتاویٰ رضویہ، ج۲۹، ص ۳۵۴-۳۶۱ ملخصاً۔

۲۔ وضو ۳۔ یا غسل صحیح نہ کرتا ہو ۴۔ یا ضروریاتِ دین سے کسی چیز کا منکر ہو جیسے وہابی، رافضی، غیر مقلد، نیچری، قادیانی، چکڑالوی وغیرہم،

۵۔ یا وہ جو اِن میں سے کسی کے عقائد پر مطلع ہو کر اس کے "کفر" میں شک کرے ۶۔ یا اس کے کافر کہنے میں تامل کرے اُن کے پیچھے نماز محض باطل ہے، ۷۔ اور جس کی گمراہی حدِ کفر تک نہ پہنچی ہو جیسے تفضیلیہ مولیٰ علی کو شیخین سے افضل بتاتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم یا تفسیقیہ کہ بعض صحابۂ کرام مثل "امیر معاویہ و عمرو بن عاص و ابو موسیٰ اشعری و مغیرہ بن شعبہ" رضی اللہ عنہم کو بُرا کہتے ہیں ان کے پیچھے نماز "بکراہت شدیدہ تحریمیہ مکروہ" ہے کہ انھیں امام بنانا حرام اِن کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ اور جتنی پڑھی ہوں سب کا پھیرنا واجب،

اور ۸۔ انھیں کے قریب ہے فاسق معلن مثلاً داڑھی منڈا یا خشخاشی رکھنے والا یا کتر واکر حدِ شرع سے کم کرنے والا یا کندھوں سے نیچے عورتوں کے سے بال رکھنے والا خصوصاً وہ جو چوٹی گندھوائے اور اس میں موباف ڈالے یا ۹۔ ریشمی کپڑے یا مغرق ٹوپی یا ساڑھے چار ماشے زائد کی انگوٹھی،

۱۰۔ یا کئی نگ کی انگوٹھی۔ ۱۱۔ یا ایک نگ کی دو انگوٹھی اگرچہ مل کر ساڑھے چار ماشے سے کم وزن کی ہوں، ۱۲۔ یا سُود خور،

۱۳۔ یا ناچ دیکھنے والا اُن کے پیچھے بھی نماز "مکروہ تحریمی" ہے۔

اور جو فاسق معلن نہیں یا قرآن میں وُہ غلطیاں کرتا ہے جن سے نماز فاسد نہیں ہوتی یا نابینا یا جاہل یا غلام یا ولد الزنا یا خوبصورت اَمرد یا جذامی یا برص والا جس

سے لوگ کراہت و نفرت کرتے ہوں اس قسم کے لوگوں کے پیچھے نماز "مکروہ تنزیہی" ہے کہ پڑھنی خلافِ اولیٰ اور پڑھ لیں تو کوئی حرج نہیں، اور اگر یہی قسم اخیر کے لوگ حاضرین میں سب سے زائد مسائلِ نماز و طہارت کا علم رکھتے ہوں تو انھیں کی امامت اولیٰ ہے بخلاف ان سے پہلی دو قسم والوں سے کہ اگرچہ عالم متبحر ہو وہی حکم کراہت رکھتا ہے مگر جہاں جمعہ یا عیدین ایک ہی جگہ ہوتے ہوں اور ان کا امام بدعتی یا فاسق معلن ہے اور دوسرا امام نہ مل سکتا ہو وہاں ان کے پیچھے جمعہ و عیدین پڑھ لئے جائیں بخلاف قسم اول مثل دیوبندی وغیر ہم، نہ ان کی نماز نماز ہے نہ اُن کے پیچھے نماز نماز، الغرض وہی جمعہ یا عیدین کا امام ہو اور کوئی مسلمان امامت کے لئے نہ مل سکے تو جمعہ و عیدین کا ترک فرض ہے جمعہ کے بدلے ظہر پڑھیں اور عیدین کا کچھ عوض نہیں، امام اُسے کیا جائے جو سنّی العقیدہ صحیح الطہارۃ صحیح القرأۃ مسائلِ نماز و طہارت کا عالم غیر فاسق ہو نہ اُس میں کوئی ایسا جسمانی یا روحانی عیب ہو جس سے لوگوں کو تنفر ہو یہ ہے اس مسئلہ کا اجمالی جواب اور تفصیل موجب تطویل واطناب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

دشمنانِ صحابۂ کرام واہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم اجمعین سے بچنا لازم:

دشمنانِ صحابۂ کرام واہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم اجمعین سے بچنا لازم کہ یہ گمراہ و بد مذہب ہیں، ایسوں کے ساتھ دوستی رکھنے والے کے حق میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ترجمہ: "اور تم میں جو کوئی ان سے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○ دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے بے شک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا"۔ [المائدہ۵: (۵۱)]۔

اور ان لوگوں سے بے ضرورت و مجبوری محض کے خالی میل جول بھی نہ رکھیں کہ بد مذہب کی محبت آگ ہے اور صحبت ناگ اور دونوں سے پوری لاگ۔ رب عزوجل فرماتا ہے:

وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ ترجمہ: "اور جو کہیں تجھے شیطان بھلاوے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ"۔

جاہل کو ان کی صحبت سے یوں اجتناب ضروری ہے کہ اس پر اثرِ بد کا زیادہ اندیشہ ہے اور مشہور پیشوایوں بچے کہ جاہل لوگ اسے دیکھ کو خود بھی اس بلا میں نہ پڑیں بلکہ عجب نہیں کہ اسے ان سے ملتا دیکھ کر ان کے مذہب کی شناعت ان کی نظروں میں ہلکی ہو جائے۔

"فتاویٰ عالمگیری" میں ہے: يُكْرَهُ لِلْمَشْهُوْرِ الْمُقْتَدَى بِهِ الِاخْتِلَاطُ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْبَاطِلِ وَالشَّرِّ إِلَّا بِقَدْرِ الضَّرُوْرَةِ لِأَنَّهُ يَعْظُمُ أَمْرُهُ بَيْنَ أَيْدِي النَّاسِ وَلَوْ كَانَ رَجُلًا لَا يُعْرَفُ يُدَارِيْهِ لِيَدْفَعَ الظُّلْمَ عَنْ نَفْسِهِ مِنْ غَيْرِ إِثْمٍ فَلَا بَأْسَ بِهِ كَذَا فِي الْمُلْتَقَطِ[۴۷]۔

---

[۴۷] فتاویٰ ہندیہ، کتاب الکراہیۃ، الباب الرابع عشر، نورانی کتب خانہ پشاور، ج۵، ص۳۴۶۔

ترجمہ: "مشہور پیشوا کے لئے ایسے شخص سے میل جول رکھنا جو اہل باطل اور اہل شر میں سے ہو مکروہ ہے مگر ضرورت کی حد تک جائز ہے (یہ ممانعت اس لئے ہے کہ) کہ لوگوں میں اس کا چرچا ہو جائے گا (جس کے بُرے اثرات مرتب ہوں گے) اور اگر غیر معروف شخص ان میں محض اپنے دفاع اور ظلم سے بچاؤ کے لئے گھومے پھرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح ملتقط میں مذکور ہے"۔

ابن حبان اور حافظ عقیلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

(إِنَّ اللهَ اخْتَارَنِي فَاخْتَارَ لِيْ أَصْحَابِيْ وَأَصْهَارِيْ وَسَيَأْتِي قَوْمٌ يَسُبُّوْنَهُمْ وَيَنْتَقِصُوْنَهُمْ فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ وَلَا تُشَارِبُوْهُمْ وَلَا تُوَاكِلُوْهُمْ وَلَا تُنَاكِحُوْهُمْ)

ترجمہ: "بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لئے اصحاب واصہار پسند کئے اور قریب ایک قوم آئے گی کہ انہیں بُرا کہے گی اور ان کی شان گھٹائے گی، تم اُن کے پاس مت بیٹھنا، نہ ان کے ساتھ پانی پینا، نہ کھانا کھانا، نہ شادی بیاہ کرنا"[۴۸]۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بُرا کہنے والا جہنم کا کُتا ہے:

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ "نسیم الریاض" شرح شفائے قاضی عیاض میں فرماتے ہیں: جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کُتوں میں سے ایک کُتا ہے[۴۹]۔

---

۴۸ فتاویٰ رضویہ، ج ۲۴، ص ۳۱۴۔۳۱۵، ملخصاً۔

۴۹ نسیم الریاض، الباب الثالث، مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات، الہند، ج ۳، ص ۴۳۰۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بمقابلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، ہم کیا کریں۔۔۔؟

فتاویٰ رضویہ میں ہے[50]:

مسئلہ ۷۹: مرسلہ عبدالجبار خاں طیب دھام پور ضلع بجنور ۲۷ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ۔

۱۔ جو شخص کہ خلیفۂ برحق سے برسر بغاوت و برسر پیکار ہو، کیا وہ شخص قابلِ عزت ولائقِ احترام ہے اور اس کے نام کو لفظ "حضرت ورحمۃ اللہ علیہ" یا "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کے ساتھ یاد کرنا لازم ہے خواہ صحابی ہوں یا غیر صحابی؟

۲۔ کیا حضرت امیر معاویہ بمقابلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، باغی اور خطاکار تھے یا بطور اجتہاد ان کی رائے مختلف تھی جس میں ان پر بدنیتی اور عصیان کا الزام عائد نہ ہوگا۔ تفصیل واضح مطلوب۔

الجواب:

۱۔ اہلسنت کے عقیدہ میں تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تعظیم فرض ہے اور ان میں سے کسی پر طعن حرام اور انکے مشاجرت میں خوض ممنوع۔ حدیث میں ارشاد: (اِذَا ذُکِرَ اَصْحَابِیْ فَاَمْسِکُوْا)[51]۔ یعنی: جب میرے صحابہ کا ذکر کیا جائے، (بحث و خوض سے) رُک جاؤ۔

---

[50] فتاویٰ رضویہ، ج۲۹، ص ۲۲۶۔۲۲۸، ملخصاً۔

[51] المعجم الکبیر، حدیث: ۱۴۲۷، المکتبۃ الفیصلیہ، بیروت، ج۲، ص۹۶۔

رب عزوجل کہ عالم الغیب والشہادہ ہے اس نے صحابہ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو قسمیں فرمائیں، مومنین قبل الفتح جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے راہِ خدا میں خرچ و جہاد کیا اور مومنین بعد الفتح جنہوں نے بعد کو، فریق اول کو دوم پر تفضیل عطا فرمائی کہ ﴿لَا يَسْتَوِىْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا﴾[52] اور ساتھ ہی فرمادیا: ﴿وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ﴾ دونوں فریق سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمالیا۔ اور ان کے افعال پر جاہلانہ نکتہ چینی کا دروازہ بھی بند فرمادیا کہ ساتھ ہی ارشاد ہوا: ﴿وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝﴾ اللہ کو تمہارے اعمال کی خوب خبر ہے، یعنی جو کچھ تم کرنے والے ہو وہ سب جانتا ہے باایں ہمہ تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرماچکا خواہ سابقین ہوں یالاحقین۔

اور یہ بھی قرآن عظیم سے ہی پوچھ دیکھئے کہ مولیٰ عزوجل جس سے بھلائی کا وعدہ فرماچکا اُس کے لیے کیا فرماتا ہے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِىْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِىْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝﴾[53]۔

---

۵۲ ترجمہ: "تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا، وہ مرتبہ میں اُن سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ بھلائی (جنت) کا وعدہ فرماچکا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے"۔[الحدید۵۷: (۱۰)]۔

۵۳ [الانبیاء۲۱: (۱۰۱-۱۰۳)]۔

ترجمہ: ”بے شک جن سے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جہنم سے دُور رکھے گئے ہیں اس کی بھنک تک نہ سُنیں گے اور وہ اپنی من مانتی مرادوں میں ہمیشہ رہیں گے، اُنہیں غم میں نہ ڈالے گی بڑی گھبراہٹ، فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا“۔

سچا اسلامی دل اپنے رب عزوجل کا یہ ارشادِ عام سُن کر کبھی کسی صحابی پر نہ سوءِ ظن کرسکتا ہے نہ اس کے اعمال کی تفتیش، بفرضِ غلط کچھ بھی کیا تم حاکم ہو یا اللہ، تم زیادہ جانو یا اللہ ﴿ءَ اَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰہُ﴾۔ دلوں کی جاننے والا سچا حاکم یہ فیصلہ فرماچکا کہ مجھے تمہارے سب اعمال کی خبر ہے میں تم سے بھلائی کا وعدہ فرماچکا۔ اس کے بعد مسلمان کو اس کے خلاف کی گنجائش کیا ہے، ضرور ہر صحابی کے ساتھ ”حضرت“ کہا جائے گا، ضرور ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ کہا جائے گا، ضرور اس کا اعزاز و احترام فرض ہے، وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ۔

۲۔ اُس کا جواب بھی جواب اوّل سے واضح ہو چکا، بلاشبہہ اُن کی خطا خطائے اجتہادی تھی اور اس پر الزامِ معصیت عائد کرنا اس ارشادِ الٰہی کے صریح خلاف ہے۔“

اختلافِ علماء کے وقت ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

ہم دیکھتے ہیں کہ علمائے کرام کا بعض عظیم الشان ہستیوں کے بارے میں طعن ملتا ہے، خواہ وہ کسی وجہ سے بھی ہو، ہمیں ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے؟ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ

"بالجملہ ہم اہلِ حق کے نزدیک حضرت امام بخاری کو حضور پُرنور امام اعظم سے وہی نسبت ہے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضور پُرنور امیر المومنین مولی المسلمین سیدنا ومولانا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی سے ہے، کہ ان میں فرقِ مراتب بے شمار اور حق بدست حیدر کرار، مگر معاویہ بھی ہمارے سردار، طعن اُن پر بھی کارِ فجار، جو معاویہ کی حمایت میں عیاذاباللہ اسد اللہ کے سبقت واولیت وعظمت واکملیت سے آنکھ پھیر لے وہ ناصبی یزیدی، اور جو علی کی محبت میں معاویہ کی صحابیت ونسبت بارگاہِ حضرت رسالت بُھلادے وہ شیعی زیدی۔

یہی روشِ آداب بحمد اللہ تعالےٰ ہم اہلِ توسط واعتدال کو ہر جگہ ملحوظ رہتی ہے، یہی نسبت ہمارے نزدیک امام ابن الجوزی کو حضور سیّدنا غوثِ اعظم اور مولانا علی قاری کو حضرت خاتمِ ولایت محمدیہ شیخ اکبر سے ہے، نہ ہم بخاری وابن جوزی وعلی قاری کے اعتراضوں سے شان رفیع امامِ اعظم وغوثِ اعظم وشیخ اکبر رضی اللہ عنہم پر کچھ اثر سمجھیں نہ ان حضرات سے کہ بوجہ خطائی الفہم معترض ہوئے الجھیں، ہم جانتے ہیں کہ ان کا منشاءِ اعتراض بھی نفسانیت نہ تھا بلکہ ان اکابر محبوبان خدا کے مدارک عالیہ تک درس ادراک نہ پہنچنا لاجرم اعتراض باطل اور معترض معذور، اور معترض علیہم کی شان ارفع واقدس، والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین محمد والہ وصحبہ واولیائہ وعلمائہ واھلہ وحزبہ اجمعین، امین[54]۔

---

[54] فتاویٰ رضویہ، ج۱۰، ص ۲۰۱-۲۰۲۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کا جواب:

س ۱: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ لالچی شخص تھے، حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اور آلِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی امام حسن رضی اللہ عنہ سے لڑ کر ان کی خلافت لے لی اور ہزار ہا صحابہ کو شہید کیا۔

۲: کچھ کہتے ہیں کہ امیر معاویہ خطا پر تھے ان کو امیر نہیں کہنا چاہیے۔

۳: کچھ کہتے ہیں کہ سب صحابہ اور خصوصاً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم لالچی تھے (نعوذ باللہ منھا) کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعش مبارک رکھی تھی اور وہ اپنے اپنے خلیفہ ہونے کی فکر میں لگے ہوئے تھے۔ ایسے شخصوں کی نسبت کیا حکم ہے؟ کیا ان شخصوں کو اہل سنت وجماعت سے کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اللہ عزوجل نے سورۂ حدید میں صحابۂ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم کی دو قسمیں فرمائیں، ایک وہ کہ قبل فتح مکہ شریف مشرف بایمان ہوئے اور راہِ خدا میں مال خرچ کیا جہاد کیا۔ دوسرے وہ کہ فتح مکہ کے بعد پھر فرمایا: ﴿وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى﴾ دونوں فریق سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا، اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ہے ان کو فرماتا ہے: ﴿اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۝﴾ وہ جہنم سے دور رکھے گئے ﴿لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا﴾ اس کی بِھنک تک نہ سُنیں گے ﴿وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ﴾ اور وہ اپنی من مانتی خواہشوں میں ہمیشہ رہیں گے قیامت کی سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں

غمگین نہ کرے گی ﴿وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ﴾ فرشتے اُن کا استقبال کریں گے ﴿هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِىْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۝﴾ یہ کہتے ہوئے کہ یہ تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے، تو جو کسی صحابی پر طعن کرے اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے اور اُن کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایاتِ کاذبہ ہیں ارشاد الٰہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں، رب عزوجل نے اُسی آیت میں اس کا منہ بھی بند فرمادیا کہ دونوں فریق صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھلائی کا وعدہ کر کے ساتھ ہی ارشاد فرمایا: ﴿وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۝﴾ اور اللہ تعالیٰ کو خوب خبر ہے جو کچھ تم کروگے، بااین ہمہ میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا۔

اس کے بعد کوئی بکے اپنا سر کھائے خود جہنم جائے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی "نسیم الریاض" شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں: وَمَنْ يَّكُوْنُ يَطْعَنُ فِىْ مُعَاوِيَةَ فَذَاكَ كَلْبٌ مِنْ كِلَابِ الْهَاوِيَةِ[55]۔ جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔

اُن تمام شخصوں میں پہلا اور دوسرا شخص جھوٹا ہے اور آخری شخص سب سے بد تر خبیث رافضی تبرائی ہے۔ امام کا مقرر کرنا ہر مہم سے زیادہ ہے تمام انتظام دین و دنیا اُسی سے متعلق ہے۔

---

55 نسیم الریاض، الباب الثالث، مرکز اہلسنت برکات رضا، گجرات الہند، ج ۴، ص ۴۳۰۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جنازۂ انور اگر قیامت تک رکھا رہتا اصلاً کوئی خلل متحمل نہ تھا، انبیاء علیہم السلام کے اجسامِ طاہرہ بگڑتے نہیں، سیدنا سلیمن علیہ الصلوۃ والسلام بعد انتقال ایک سال کھڑے رہے سال بھر بعد دفن ہوئے۔ جنازہ مبارکہ حجرۂ ام المومنین صدیقہ میں تھا جہاں اب مزار انور ہے اس سے باہر لے جانا نہ تھا، چھوٹا سا حجرہ اور تمام صحابہ کو اُس نمازِ اقدس سے مشرف ہونا ایک ایک جماعت آتی اور پڑھتی اور باہر جاتی دوسری آتی، یوں یہ سلسلہ تیسرے دن ختم ہوا۔ اور اگر تین برس میں ختم ہوتا تو جنازۂ اقدس تین برس یوں ہی رکھا رہنا تھا کہ اس وجہ سے تاخیر دفن اقدس ضروری تھی۔

ابلیس کے نزدیک یہ اگر لالچ کے سبب تھا سب سے سخت تر الزام امیر المومنین علی کرم اللہ تعالی وجہہ پر ہے یہ تو لالچی نہ تھے اور کفن دفن کا کام گھر والوں سے ہی متعلق ہوتا ہے یہ کیوں تین دن ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے۔ انہوں نے ہی رسول کا یہ کام کیا ہوتا یہ پچھلی خدمت بجا لائے ہوتے۔ تو معلوم ہوا کہ اعتراض ملعون ہے اور جنازۂ انور کا جلد دفن نہ کرنا ہی مصلحتِ دینی تھا، جس پر علی مرتضی اور سب صحابہ نے اجماع کیا مگر۔۔۔

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد　　　عیب نماید بہ نگاہش ہنر

(بدخواہ کی آنکھ برباد ہو جائے اس کی نگاہ میں ہنر بھی عیب نظر آتا ہے)

یہ خبثاء خذلھم اللہ تعالیٰ صحابۂ کرام کو ایذا نہیں دیتے۔ بلکہ اللہ ورسول کو ایذاء دیتے ہیں، حدیث شریف میں ہے: (مَنْ آذاهُمْ فَقَدْ آذَانِي وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى الله

وَمَنْ آذَی اللهَ يُوْشِكُ أَنْ يَّأْخُذَهُ۔[56] جس نے میرے صحابہ کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ اسے گرفتار کرے، والعیاذ باللہ واللہ تعالیٰ اعلم[57]۔

مشاجراتِ صحابۂ کرام کے بارے میں ہمارا کیا عقیدہ ہونا چاہیے؟

حضرت امیر المومنین سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے جنہوں نے مشاجرات ومنازعات کیے، ہم اہلسنت ان میں حق، جانبِ جناب مولیٰ علی مانتے ہیں اور ان سب کو موردِ لغزش بر غلط وخطا اور حضرت علی شیر خدا کو ان حضرات سے بدرجہا اکمل واعلیٰ جانتے ہیں، مگر احادیث کریمہ (جن میں صحابہ کے مناقب وفضائل مروی ہیں) کی وجہ سے زبانِ طعن و تشنیع اُن دوسروں کے حق میں نہیں کھولتے اور انہیں ان کے مراتب پر رکھتے ہیں، جو ان کے لیے شرع میں ثابت ہیں، کسی کو کسی پر اپنی ہوائے نفس سے فضیلت نہیں دیتے اور ان کے مشاجرات میں دخل اندازی کو حرام جانتے ہیں اور ان کے اختلافات کو ابو حنیفہ وشافعی جیسا اختلاف سمجھتے ہیں۔

تو ہم اہلسنت کے نزدیک ان میں سے کسی ادنی صحابی پر بھی طعن جائز نہیں چہ جائیکہ اُمّ المومنین صدیقہ عائشہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی جناب میں طعن کریں، حاش!

---

[56] جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب من سب اصحابہ صلی اللہ علیہ وسلم، امین کمپنی دہلی، ج۲، ص۲۲۶۔

[57] فتاویٰ رضویہ، ج۲۹، ص ۲۶۳-۲۶۵۔

یہ اللہ ورسول کی جناب میں گستاخی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تطہیر وبریت میں آیات نازل فرمائے اور ان پر تہمت دھرنے والوں کو وعیدیں عذابِ الیم کی سنائے۔

آدمی اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھے اگر کوئی اس کی ماں کی توہین کرے اس پر بہتان اٹھائے یا اسے بُرا بھلا کہے تو اس کا کیسا دشمن ہو جائے گا اس کی صورت دیکھ کر آنکھوں میں خون اُتر آئے گا، اور مسلمانوں کی مائیں یوں بے قدر ہوں کہ کلمہ پڑھ کر ان پر طعن کریں تہمت دھریں اور مسلمان کے مسلمان بنے رہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اور حضرت زبیر وطلحہ ان سے بھی افضل کہ عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ زبیر بن العوام، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی اور حواری تھے اور یہ طلحہ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کے لیے سپر، وقت جاں نثاری رہا کرتے تھے۔ رہے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو اُن کا درجہ اِن سب کے بعد ہے اور حضرت مولیٰ علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی کا مقام ومرتبہ اِن سب سے بلند وبالا ہے۔

مگر فضل صحبتِ وشرفِ صحابیت وشرفِ سعادت، خدائی دین ہے۔ جس سے مسلمان آنکھ بند نہیں کر سکتے تو ان پر لعن طعن یا ان کی توہین تنقیص کیسے گوارا رکھیں اور کیسے سمجھ لیں کہ مولیٰ علی کے مقابلے میں انہوں نے جو کچھ کیا بر بنائے نفسانیت تھا۔ صاحبِ ایمان مسلمان کے خواب وخیال میں بھی یہ بات نہیں آسکتی۔ ہم تو بحمد اللہ سرکارِ اہل بیت کرام کے غلامانِ خان زاد ہیں، ہمیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کیا رشتہ خدانخواستہ ان کی حمایت بے جا کریں، مگر ہاں اپنی سرکار کی

طرفداری اور ان (حضرت امیر معاویہ) کا الزامِ بدگویاں سے بری رکھنا منظور ہے کہ ہمارے شہزادۂ اکبر حضرت سبط حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے حسبِ بشارت اپنے جدِّ امجد سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اختتامِ مدت خلافت راشدہ کے، عین معرکۂ جنگ میں ہتھیار رکھ دیے اور ملک اور اُمورِ مسلمین کا انتظام و انصرام امیر معاویہ کو سپرد کر دیا، اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ العیاذ باللہ کافر یا فاسق تھے یا ظالم جائر تھے یا غاصب جابر تھے، تو الزام امام حسن پر آتا ہے کہ انہوں نے کاروبارِ مسلمین و انتظامِ شرع و دین، باختیارِ خود ایسے شخص کو تفویض فرما دیا اور خیر خواہیٔ اسلام کو معاذ اللہ کام نہ فرمایا، اگر مدتِ خلافت ختم ہو چکی تھی اور آپ بادشاہت منظور نہیں فرماتے تھے، تو صحابۂ حجاز میں کوئی اور قابلیت نظم و نسق دین نہ رکھتا تھا جو انہیں (حضرت امیر معاویہ) کو اختیار کیا۔ حاش للہ! بلکہ یہ بات خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی پیش گوئی میں ان کے اس فعل کو پسند فرمایا اور ان کی سیادت کا نتیجہ ٹھہرایا کما فی صحیح البخاری، صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام حسن رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا: (اِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ)۔

ترجمہ: "میرا یہ بیٹا سید ہے میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل اس کے باعث دو بڑے گروہِ اسلام میں صلح کرا دے"[58]۔ اب جو کوئی اس کے خلاف کہے اپنا ایمان خراب

---

[58] صحیح البخاری، کتاب المناقب، مناقب الحسن والحسین، قدیمی کتب خانہ کراچی، ج ۱، ص ۵۳۰۔

=

کرے اور اپنی عاقبت برباد، والعیاذ باللہ[59]۔

وصال: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصال ۱۵؍رجب، سن ۶۰ ہجری میں دمشق میں ہوا، اس وقت آپ کی عمر ۸۰ سال، ۷۸ سال یا ۸۶ سال تھی[60]۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وصیت کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کردہ قمیص میں کفنایا جائے:

"الاستعیاب فی معرفۃ الاصحاب" اور "أسد الغابہ" وغیرہا کتب میں ہے:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے انتقال کے وقت وصیت میں فرمایا: (إِنِّي صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ لِحَاجَةٍ فَأَتْبَعْتُهُ بِإِدَاوَةٍ فَكَسَانِيْ أَحَدَ ثَوْبَيْهِ الَّذِيْ يَلِيْ جَسَدَهُ فَخَبَّأْتُهُ لِهٰذَا الْيَوْمِ. وَأَخَذَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَظْفَارِهِ وَشَعْرِهِ ذَاتَ يَوْمٍ فَأَخَذْتُهُ، فَخَبَّأْتُهُ لِهٰذَا الْيَوْمِ فَإِذَا أَنَا مُتُّ فَاجْعَلْ ذٰلِكَ الْقَمِيْصَ دُوْنَ كَفَنِيْ مِمَّا يَلِيْ جَسَدِيْ وَخُذْ ذٰلِكَ الشَّعْرَ وَالْأَظْفَارَ فَاجْعَلْهُ فِيْ فَمِيْ وَعَلٰى عَيْنَيَّ وَمَوَاضِعِ السُّجُوْدِ مِنِّيْ، وَقَالَ: اِفْعَلُوْا ذٰلِكَ وَخَلُّوْا بَيْنِيْ وَبَيْنَ أَرْحَمِ الرَّاحِمِيْنَ)[61]۔

=

مشکوٰۃ المصابیح، باب مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مطبع مجتبائی دہلی، ص ۵۶۹۔

[59] فتاویٰ رضویہ، ج ۲۹، ص ۳۷۵-۳۷۹، ملخصاً۔

[60] معرفۃ الصحابہ، ابو نعیم اصبہانی متوفی ۴۳۰ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج ۴، ص ۲۳۳۔

[61] کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، علی ہامش الاصابۃ، ترجمہ: معاویہ بن سفیان، مطبوعہ دار صادر بیروت، ج ۳، ص ۳۹۹۔

=

یعنی: میں صحبتِ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے شرف یاب ہوا، ایک دن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ، حاجت کے لئے تشریف فرما ہوئے ہیں۔ میں لوٹا لے کر ہمراہ رکاب سعادت مآب ہوا۔ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے جوڑے سے کُرتا کہ بدنِ اقدس سے متصل تھا مجھے انعام فرمایا، وہ کُرتا میں نے آج کے لئے چھپا رکھا تھا اور ایک روز حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ناخن و مُوئے مبارک تراشے وہ میں نے لے کر اس دن کے لئے اٹھا رکھے، جب میں مر جاؤں تو قمیص سراپا تقدیس کو میرے کفن کے نیچے بدن کے متصل رکھنا، موئے مبارک و ناخن ہائے مقدسہ کو میرے منہ اور آنکھوں اور پیشانی وغیرہ مواضع سجود پر رکھ دینا۔ نیز فرمایا کہ یہ کام انجام دینا اور مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر دینا[٦٢]۔

اللہ تعالیٰ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ واہل بیت کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقام ومرتبے کو سمجھنے اور اِن کی عزت واحترام کو اپنے اوپر لازم کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمارا حشر ان ہی نفوسِ قدسیہ کے ساتھ فرمائے اور اِن کے بدخواہوں کے شر سے ہمیں اور ہماری نسلوں کو محفوظ فرمائے، آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

=

اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، باب المیم والعین، مطبوعہ المکتبۃ الاسلامیہ لصاحبہا الحاج ریاض الشیخ، ج۴، ص۳۸۷۔

٦٢ فتاوی رضویہ، ج۹، ص۱۱۷، وص۱۳۶۔

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کی سرگرمیاں

مدارس حفظ و ناظرہ

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان
کے تحت صبح و رات کو حفظ و ناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درس نظامی

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان
کے تحت صبح اور رات کے اوقات میں ماہر اساتذہ کی زیرِ نگرانی درس نظامی کی کلاسیں لگائی جاتی ہیں۔

دارالافتاء

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان
کے تحت مسلمانوں کے روزمرّہ کے مسائل میں دینی رہنمائی کے لئے عرصہ دراز سے دارالافتاء بھی قائم ہے۔

مفت سلسلہ اشاعت

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان
کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے۔ جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علماء اہلسنّت کی کتابیں مفت شائع کرکے تقسیم کی جاتی ہے۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

ہفتہ واری اجتماع

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان
کے زیرِ اہتمام نور مسجد کاغذی بازار میں ہر پیر کو رات بعد نمازِ عشاء فوراً ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے۔ جس میں مختلف علماء کرام مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

کتب و کیسٹ لائبریری

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان
کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے۔ جس میں مختلف علماء اہلسنّت کی کتابیں مطالعہ کے لئے اور کیسٹیں سماعت کے لئے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔

روحانی پروگرام

تسکینِ روح اور تقویتِ ایمان کے لئے شرکت کریں
ہر شب جمعہ نمازِ تہجد اور ہر اتوار عصر تا مغرب ختم قادریہ اور خصوصی دعا

آن لائن فتویٰ کے حصول کیلئے darulifta.alnoor@gmail.com پر رابطہ کریں